Regd No P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

The Weekly Badr Qadian

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۴

شمارہ ۸

ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری

نائب فیض احمد گجراتی

شرح چندہ

سالانہ ۷

ششماہی ۴

ممالک غیر ۸

۱۸ تبلیغ ۱۳۴۴ ہش | ۱۵ شوال ۱۳۸۵ھ | ۱۸ فروری ۱۹۶۵ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۶ فروری - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل مورخہ ۱۴ فروری میں شائع شدہ ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ :-

"ربوہ - ۱۳ فروری - کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی - اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے - الحمد للہ"

احباب کرام اپنے پیارے امام کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے شب و روز دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں - اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ بخشے - آمین اللھم آمین

قادیان - ۱۶ فروری - حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع بیگم صاحبہ محترمہ جیپ گاڑی میں دہلی اور آگرہ کے سفر پر تشریف لے گئے ہیں - صاحبزادہ مرزا کلیم احمد صاحب بھی ہمراہ ہیں - اللہ تعالیٰ سب کو خیر و عافیت سے واپس لائے - توقع ہے کہ آپ ۲۰ فروری سے قبل واپس تشریف لے آئیں گے - آپ کی تینوں صاحبزادیاں قادیان میں ہیں اور خیر و عافیت سے ہیں -

پیشگوئی مصلح موعود

خدا تعالیٰ کی قدرت اور رحمت اور قربت کا ایک عظیم الشان آسمانی نشان

بانیٔ سلسلہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۶ء کے آغاز میں بمقام ہوشیارپور حقیقتِ اسلام اور صداقتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ایک رحمت کا نشان ظاہر کئے جانے کے لئے چالیس روز تک مسلسل دعائیں کیں - اللہ تعالیٰ نے حضور کی ان دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے آپ کے ہاں ایک ایسے فرزند کے تولد کی خبر دی جس کے وجود سے وہ عظیم الشان نشان پورا ہو - اور اس کے ذریعہ اسلام کی حقانیت اور حضرت بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت روزِ روشن کی طرح سب کے سامنے آجائے - اللہ تعالیٰ نے حضور کی متضرعانہ دعاؤں کو سُنا اور آپ کو الہاماً فرمایا :-

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا - سو میں نے تیری تضرعات کو سُنا - اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی - اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا - سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے - فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے - اور فتح و ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے - اے مظفر! تجھ پر سلام - خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں - اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو - اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے - اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں - جو چاہتا ہوں کرتا ہوں - اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں - اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے -

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا - ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا - وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا - ... اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا - وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا - اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا - وہ کلمۃ اللہ ہے - کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے - وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم - اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا - اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا - (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند - مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ - جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا - نور آتا ہے نور - جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا - ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے - اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا - وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا - اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا - اور قومیں اس سے برکت پائیں گی - تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا - وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

بھارت کی تمام جماعتیں مورخہ ۲۰ فروری کو یوم مصلح موعود منا کر اپنی رپورٹیں ارسال کریں - ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا - پروپرائٹر ... صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا

۱۸۸۶ء کے آغاز میں بمقام ہوشیارپور جو چالیس دن چلّہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا اور ایسے قیمتی اوقات میں جس رنگ میں حضور نے بارگاہِ الٰہی میں اسلام کی ترقی اور سربلندی کے لئے رو رو کر دعائیں کیں ان سب کو رحیم و کریم خدا نے قبول فرمایا اور جب حضور اس چالیس روزہ دعا کے پروگرام سے فارغ ہوئے تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ ایک عظیم الشان بشارت دی جو ایک ایسے فرزند کی پیدائش کے ساتھ تعلق رکھتی تھی جس کا وجود اسلام کی صداقت اور قرآن کریم کی حقانیت کے لئے ایک زندہ نشان کا حکم رکھتا ہے۔ اس لمبی اور جامع پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے آپؑ کو اس بات کی بشارت دی کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل اور رحم کے ماتحت آپؑ کو ایک ایسا فرزند عطا کرے گا جس کے ذریعہ دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی پسر موعود کی ذات میں پائی جانے والی مخصوص صفات کا بھی ذکر فرمایا جو اس بابرکت وجود کو پہچاننے کے لئے بطور علاماتِ خاصہ کے ہوں گی۔ انہی صفات اور علامات میں سے وہ جلیل القدر صفات بھی ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان الفاظ میں اطلاع دی کہ

"ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے
اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔"

الہام الٰہی کے اس حصہ میں سب سے پہلے تو اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس پیشگوئی کا مصداق ان افراد میں سے ہوگا جن کو خدا کی ذات اپنے الہام و کلام سے مشرف فرماتی ہے۔ اور ضمنی طور پر یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ وہ نہایت ہی پارسا اور مقدس وجود ہوگا۔ جس کے اعلیٰ روحانی مقام ہی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ روح القدس کا نزول اس پر ہوگا۔

چنانچہ جب ہم اسی پہلو سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سوانح حیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو سب سے پہلے ہمارے سامنے حضور کا وجود اس رنگ میں آتا ہے کہ آپ اس زمانہ کے ایک مامور اور نبی کے فرزند ہیں جس کی پاک صحبت اور شب و روز کی تربیت ایک خاص رنگ رکھتی ہے۔ چنانچہ اسی چیز کا نیک نتیجہ ہے کہ عین عالم شباب میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام کے شرف سے مشرف فرمایا۔ اور اس زمانہ میں ایک ایسی عظیم الشان بشارت دی جو بعد میں ظاہر ہونے والے واقعات کے ساتھ گہرے رنگ میں تعلق رکھتی تھی۔ میری مراد اس سے وہ عظیم الشان الہام ہے جو ان الفاظ میں حضور کو ہوا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ
كَفَرُوْا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ

کہ تیرے تابعداروں کو تیرے منکروں پر تا قیامت غلبہ دوں گا۔ یہ الہام اس وقت ہوا جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام زندہ تھے۔ چنانچہ آپ نے یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی سنایا اور حضور علیہ السلام نے اپنے الہامات کی کاپی میں لکھ لیا۔

اس الہام میں صریح طور پر اس منصب کی طرف اشارہ ملتا ہے جو بعد میں آپ کو ملنے والا تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک بنی بنائی جماعت دے دیگا۔ اور جس دن یہ جماعت آپ کے سپرد ہوگی اسی دن سے تجھے ماننے والوں کا تیرے مخالفوں پر غلبہ شروع ہو جائیگا۔

اسی طرح اور بہت سے الہامات ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مشرف فرمایا پھر مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو رؤیا و کشوف کے ذریعہ زمانہ کے تغیرات اور حالات کے پلٹا کھانے کی خبریں قبل از وقت بتائیں۔ جو وقت آنے پر نہایت صفائی سے پوری ہوئیں۔ بطور مثال وہ متعدد اہم امور ہیں جو دوسری جنگ عظیم کے دوران میں رونما ہونے والے تھے۔ ان کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے حضور کو قبل از وقت علم دیا گیا۔ مثلاً سقوطِ فرانس کے وقت برطانیہ کی طرف سے پیشکش کہ فرانسیسی اور برطانوی لوگ حقوقِ شہریت میں برابر ہو جائیں۔ (تاریخ میں اس قسم کی صورت حالات کی مثال نہیں ملتی) اسی طرح لیبیا کی جنگ کا نقشہ حضور کو کشف میں دکھایا گیا۔ اسی طرح ایک موقعہ پر قبل از وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ امریکہ کی طرف سے برطانیہ کو ۲۸۰۰ ہوائی جہازوں کی امداد ملی ہے۔ چنانچہ حضور کے ایک خادم کے ذریعہ اس وقت کے وائسرائے کو قبل از وقت بتا دیا گیا۔ چنانچہ چند روز بعد ہی جب انگلستان سے وائسرائے کے نام اسی قسم کی اطلاع بر مشتمل تار موصول ہوا تو وہ سخت حیران رہ گیا۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کو قبل از وقت اس بات کا کیسے علم ہوگیا۔ یہ سب خدا تعالیٰ کی اس بشارت کا نتیجہ تھا جو اس نے اپنے بندے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مصلح موعود کے بارہ میں دی تھی کہ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ چنانچہ یہ سب خدا کا کلام تھا جو حضرت مصلح موعود پر ظاہر ہوا۔ خدا کی ہستی کا ثبوت اس سے بڑھ کر کوئی نہیں کہ خدا اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا ہے اور انہیں ایسی ایسی باتیں قبل از وقت اور قبل از وقوع بتاتا ہے کہ جن پر عام حالات میں اطلاع پانا کسی عام آدمی کی طاقت میں نہیں ہوتا!!

جیسا کہ ابتداء میں بتایا گیا ہے کہ مصلح موعود کے بارہ میں دی گئی بشارت الٰہی الفاظ میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ

"تا کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"

کلام اللہ سے مراد اس جگہ قرآن کریم ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مصلح موعود کو خدا تعالیٰ قرآن کریم کے ایسے علوم اور معارف عطا فرمائے گا جن کے ذریعہ لوگوں کو قرآن کریم کے بلند رتبہ کا علم ہوگا۔ چنانچہ یہ بات تو کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اس زمانہ میں کلام الٰہی یعنی قرآن کریم کو سمجھنے والا اور اس کی صحیح تفسیر کرنے والا سوائے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ حضور نے بار بار دنیا کے علماء عرب و عجم کو اپنے مقابل پر تفسیر لکھنے کا چیلنج دیا۔ لیکن کسی کو میدان میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضور نے اپنے اس دعوے کو بھی بڑی تحدی سے لوگوں کے سامنے پیش کیا کہ مخالفینِ اسلام، اسلام پر جس قسم کا بھی اعتراض کرنا چاہیں کر لیں۔ وہ فلسفی ہوں یا سائنس دان۔ علم نفسیات کے ماہر ہوں یا سیاسیات کے۔ اپنے اپنے فن کے لحاظ سے جس قسم کا چاہیں اسلام پر اعتراض کریں اللہ تعالیٰ حضور کو قرآن کریم ہی سے ایسا جواب سمجھا دے گا جس سے وہ لاجواب ہو جائیں گے۔ کیونکہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور اس کا بھی اپنی جگہ پر دنیا والوں کو یہی چیلنج ہے کہ ہر ایسے اعتراض کا جواب اسی پاک کتاب کے اندر موجود ہے پس جس شخص کو خدا تعالیٰ نے اپنے قرب سے نوازا ہے اسے اس عظیم روحانی نعمت سے بھی سرفراز فرمایا ہے کہ قرآن کریم کے معارف اس پر کھول دئے۔ اب جو شخص بھی اس کے متعلق ایسا کوئی اعتراض پیش کرتا ہے خدا تعالیٰ اپنے نیک بندے حضرت مصلح موعود کو قرآن کریم ہی سے اس کا بہترین جواب سمجھا دیتا ہے۔ جس پر آپ کی عظیم الشان علمی تصنیف تفسیر کبیر شاہد ہے
حضور کی تحریر فرمودہ تفسیر کبیر دس بارہ جلدوں کی بجائے خود آفتاب آمد دلیلِ آفتاب کا رنگ رکھتی ہے۔ یہی وہ تفسیر ہے جو زمانہ کی ضرورت کے عین مطابق اور اسلام کے شایانِ شان ہے۔ اس نے نہایت شاندار طریق پر دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کر دیا ہے۔

دین کی سربلندی اور اس کی اونچی شان کے اظہار کی توفیق جو حضور کو میسر آئی وہ صرف اور صرف اسی صورت میں کہ خدا کا سایہ آپ کے سر پر تھا۔ ہر آن اس کی نصرت اور تائید آپ کے شاملِ حال تھی۔ ورنہ جس قسم کے مخالفانہ حالات میں سے آپ کو گذرنا پڑا اور قدم قدم پر جس قسم کی شدید مخالفتوں کا آپ کو سامنا کرنا پڑا وہ خوفناک طوفانوں اور دہشتناک حالات سے کسی صورت میں کم نہیں۔ ہر ایسے موقعہ پر معاندین نے آپ کو اور آپ کی پاک جماعت کو نیست و نابود کرنے کا پورا زور لگایا مگر جس کو خدا رکھے اس کو کون چکھے۔ جس کے سر پر خدا کا سایہ ہو اس کو کون گزند پہنچائے۔ خدا کے اس پہلوان نے مخالفت کے خوفناک طوفانوں اور نہایت تند آندھیوں کے اندر سے کامیابی اور کامرانی کی طرف اپنا راستہ بنایا اور ہر ایسے خطرناک موقعہ پر احمدیت کی کشتی کو بڑی ہی بہادری کے ساتھ ساحلِ مراد کی طرف بڑھایا۔ آپ کی شبانہ روز محنت اور اعلیٰ درجہ کی قیادت اور خدا تعالیٰ کی نصرت و تائید کا نتیجہ ہے کہ آج تقریباً ہر مہذب ملک میں احمدیت کے نقش قائم ہو چکے ہیں اور احمدیت کا دائرہ اس قدر وسیع ہو چکا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے آج ہم تحدیث بالنعمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ان الفاظ سے تعبیر کر سکتے ہیں کہ

احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ وَ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ
وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْاِمَامَ وَالْمُبَلِّغِیْنَ
وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

درخواستہائے دعا

۱۔ مکرم حاجی عبدالکریم صاحب آف کراچی جو اسی ہفتے قادیان میں رمضان المبارک کا مہینہ گذارنے کے واپس کراچی کے لئے روانہ ہوئے تھے لاہور سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ ان کا بیٹا کراچی ہسپتال میں بیمار ہے دعا کی جائے صحت فرمائی جائے۔ ایڈیٹر

۲۔ میری بھانجی فریدہ شاہین امسال مڈل کا امتحان دے رہی ہے کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ ملک عبدالکریم آسنور

۳۔ میری بچی عزیزہ راشدہ زرینہ مڈل کا امتحان دے رہی ہے اعلیٰ کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ خاکسار فیض احمد گجراتی درویش قادیان

درخواستِ دعا:۔ خاکسار کا لڑکا رفیق احمد ۲ر مارچ سے میٹرک کا امتحان دے رہا ہے۔ اعلیٰ کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ خاکسار ہارون رشید احمدی بھدرک

وہ شخص جس کے ذریعہ روحانی نسل پیدا ہو رہی ہے وہی اپنے فرض کو پورا کر رہا ہے

صحیح معنوں میں انسان وہی ہے جو اپنے پیچھے ایسے وجود چھوڑ جائے جن کے ذریعہ دنیا ہدایت پاتی رہے

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے بنصرہ العزیز

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہماری جماعت جس بنیاد پر قائم ہے وہ دوسری جماعتوں سے بالکل الگ ہے

دوسری جماعتوں کی بنیاد

ورثہ پر ہے لیکن ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نہ ورثہ کا گناہ انسان کی ہدایت کے راستہ میں روک بن سکتا ہے اور نہ ورثہ کی نیکیاں اسے کچھ فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم اپنی صلیب آپ اٹھا کر چلو۔ اس کے معنی بھی یہی ہیں کہ ہر انسان کو اس کے اپنے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ نہ ماں باپ کی نیکیاں اس کے کام آئیں گی اور نہ ان کی بدیاں اس کے ثواب کو کم کر سکیں گی۔

احادیث میں آتا ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنے بعض عزیزوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا قیامت کے دن میں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکوں گا۔ تمہیں اپنا بوجھ خود ہی اٹھانا پڑے گا۔ اور اپنی جنت کے لئے خود راستہ تیار کرنا پڑے گا۔ اگرچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر انسان کو اپنا بوجھ خود ہی اٹھانا پڑتا ہے۔ لیکن عملی طور پر تمام مذاہب عموماً ورثہ پر ہی اپنی بنیاد رکھتے ہیں۔ مثلاً آجکل کا مسلمان اس بات کو کافی سمجھتا ہے کہ وہ ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا اور اپنے عقیدہ کے مطابق ایک سچے مذہب کا پیرو کہلایا۔ ایک ہندو اس بات کو کافی سمجھتا ہے کہ وہ ایک

ہندو گھرانے میں پیدا ہوا

اور اپنے عقیدہ کے مطابق ایک سچے مذہب کا پیرو کہلایا۔ ایک عیسائی، ایک یہودی یا ایک زرتشتی اس بات پر بالکل مطمئن ہے کہ وہ ایک عیسائی، یہودی یا زرتشتی گھرانے میں پیدا ہوا۔ اور اپنے عقیدہ کے مطابق ایک سچے مذہب کا پیرو کہلایا۔ لیکن پیدائش خدا تعالٰے کے فضل کا وارث نہیں بنایا کرتی۔ خدا تعالٰے کے فضل کا وارث بننے کے لئے ضروری ہے کہ عملی طور پر اس کے حصول کے لئے کوشش کی جائے۔ ایک چھوٹی سے چھوٹی اور ادنٰے سے ادنٰے ہستی کو بھی اس وقت تک تسلیم نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ اس میں کسی قسم کی حرکت نہیں پائی جاتی۔

انسانی زندگی

ایک ادنٰے کیڑے سے ظہور میں آئی ہے۔ لیکن ڈاکٹر اس کے متعلق بھی یہ اصول پیش کرتے ہیں کہ جب تک اس میں کوئی حرکت نہ ہو وہ انسانی پیدائش کے قابل نہیں ہو سکتا۔ یہ کیڑا کتنا حقیر ہے یہ کیڑا کتنا چھوٹا ہے۔ وہ عام نظروں سے چھپا رہتا ہے۔ بلکہ تیز سے تیز نظر والا بھی اسے نہیں دیکھ سکتا۔ کئی سو طاقت والی خوردبین سے اُسے دیکھا جا سکتا ہے لیکن وہ بھی اگر حرکت نہ کرے تو سمجھا جاتا ہے کہ وہ بیکار ہے پس جب ایک ادنٰے سے ادنٰے چیز بھی حرکت نہیں کر سکتی تو اسے بیکار سمجھا جاتا ہے تو پھر انسان کے اندر اگر زندگی کے لئے کشمکش نہیں پائی جاتی۔ اس میں منزلِ مقصود تک پہنچنے کی جد وجہد نہیں پائی جاتی اور اس جد وجہد کا صحیح نتیجہ نہیں نکلتا تو یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ وہ کامیاب ہے یا وہ کامیاب ہونے والا ہے۔ اللہ تعالٰے قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ہم نے ہر چیز کو جوڑا بنایا ہے۔ خدا تعالٰے نے ہر چیز فرمایا ہے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے انسانوں کو جوڑا بنایا ہے۔ میں نے حیوانوں کو جوڑا بنایا ہے بلکہ فرمایا میں نے ہر چیز کو جوڑا بنایا ہے اور ہر چیز کو جوڑا بنانے کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالٰی کے سوا باقی ہر چیز کا جوڑا ہے۔ اور جب خدا تعالٰے نے ہر چیز کو جوڑا بنایا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسانوں فرشتوں حیوانوں اور جمادات اور نباتات وغیرہ میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں کہ بغیر اپنے جوڑے کے کوئی نتیجہ پیدا کرتی ہو۔ اسی طرح روح اور اعمال بھی ایک جوڑا ہیں۔ جب تک یہ دونوں آپس میں نہیں ملیں گے، کوئی صحیح نتیجہ نکلنا محال ہے۔ اسی لئے

صوفیا نے کہا ہے

کہ روح خدا تعالٰے کے فضل اور اس کی رحمت کا جوڑا ہے۔ اور جب تک خدا تعالٰے کا فضل اور رحمت روح سے نہیں ملتے اس وقت تک روحانی نسل جاری نہیں ہو سکتی۔ جب ایک طرف روح ہوگی اور دوسری طرف خدا تعالٰے کا فضل اور رحمت ہوں گے۔ تب ان سے صحیح نتیجہ پیدا ہوگا اور یہی دونوں چیزیں ہیں جو مل کر روحانی نسل کو قائم کرتی ہیں۔ مجھے یاد ہے میں ابھی بچہ ہی تھا۔ میری عمر ۱۴ - ۱۵ سال کی ہوگی کہ

میں نے رؤیا میں دیکھا

کہ میں امرتسر میں ہوں۔ امرتسر میں ملکہ کا ایک بُت تھا جو سنگِ مرمر کا بنا ہوا تھا۔ اس کے ارد گرد ایک چبوترہ تھا وہ بھی سنگِ مرمر کا بنا ہوا تھا۔ ہال بازار سے گذر کر جب شہر کو جائیں تو یہ بُت رستہ میں آتا ہے۔ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں اس جگہ پر ہوں۔ چبوترے پر چڑھنے کے لئے سنگِ مرمر کی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ ان سیڑھیوں پر تین چار سال کا ایک بچہ کھڑا ہے۔ جو نہایت حسین اور صاف ستھرے کپڑوں میں ملبوس ہے۔ وہ آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے

رؤیا میں میں سمجھتا ہوں

کہ یہ مسیح ہے۔ تھوڑی دیر بعد آسمان پھٹا اور اس میں سے ایک چیز زمین کی طرف اڑتی ہوئی آئی وہ خوبصورت رنگوں والے لباس میں لپٹی ہوئی تھی۔ اس کے پَر تھے۔ جن سے وہ اڑتی ہوئی آ رہی تھی۔ میں رؤیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ حضرت مریم ہیں۔ نیچے آ کر جیسے مرغی اپنے پیر پھیلا کر اپنے بچوں کو پروں کے نیچے لے لیتی ہے اسی طرح اس نے بچہ پر اپنے پَر رکھ دیئے اور جب اس نے ایسا کیا تو یہ الفاظ میری زبان پر جاری ہوئے کہ

Love creates love

یعنی محبت کے نتیجہ میں محبت پیدا ہوتی ہے اس کے بعد میری آنکھ کھلی۔ اس رؤیا کی

میں نے یہ تعبیر سمجھی

کہ مریم جو رؤیا میں بطور ماں دکھائی گئی ہے خدائی محبت ہے۔ اور بچہ جو مسیح کی شکل میں دکھایا گیا ہے وہ روح کی خدا تعالٰے کی طرف انابت اور جھکنے کا تمثل ہے۔ جب انسانی روح خدا تعالٰی کی طرف جھکتی ہے تو اس کے نتیجہ میں ایک روحانی وجود پیدا ہوتا ہے جو خدا تعالٰے کو ایسا ہی پیارا ہوتا ہے جیسے ماں کو اس کا بچہ۔ خدا تعالٰے جسم کے ساتھ پیار نہیں کرتا۔ ظاہری ہاتھ ناک اور کان تو مادی ہیں اور فانی ہیں۔ وہ وجود جس کے ساتھ خدا تعالٰے پیار کرتا ہے وہ خدا تعالٰے کی رحمت کے ساتھ مل کر پیدا ہوتا ہے وہ گویا بچہ ہے اور خدا تعالٰے اس کے لئے بمنزلہ ماں ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس سے

زندہ انسان پہچانا جاتا ہے

زندہ انسان تو سارے ہوتے ہیں مگر اولاد کے ناقابل مرد اور بانجھ عورت سے نسل نہیں چلا کرتی۔ وہ وجود اپنی ذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ جاری اور زندہ رہنے والی وہ چیز ہوتی ہے جس سے نسل چلنے کا امکان ہو۔ مگر کیا اس سے ظاہری نسل مراد ہے؟ ظاہری نسل سے تو وہ لوگ بھی پیدا ہوتے ہیں جو خدا تعالٰے سے منہ پھیر لیتے ہیں جو خدا تعالٰے کی کتابوں اور اس کے رسولوں سے متنفر ہوتے ہیں اور بنی نوعِ انسان کے لئے عذاب ثابت ہوتے ہیں۔ ہلاکو خان وغیرہ بھی تو اسی نسل میں سے تھے۔ ابوجہل، فرعون، نمرود اور شدّاد بھی اسی نسل میں سے تھے۔ اسی میں سے وہ شیاطین بھی تھے جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں انبیاء کی مخالفت کی۔ اب ظاہر ہے کہ یہ وہ نسل نہیں۔ جس پر خدا تعالٰے فخر کرتا ہے۔

خدا تعالٰی جس نسل پر فخر کرتا ہے

وہ وہ نسل ہے جو روحانی طور پر پیدا ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص ایسی نسل پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ صحیح معنوں میں انسان نہیں کہلاتا۔ صحیح معنوں میں انسان وہی ہے جو روحانی نسل پیدا کرے۔ اور اپنے پیچھے ایسے وجود چھوڑ جائے جن کے ذریعہ دنیا ہدایت پاتی رہے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہے جس کے ذریعہ روحانی نسل پیدا ہوتی ہے تو وہ

اپنے فرض کو پورا کر رہا ہے

اور وہ کامیاب کہلا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اگر لوگ ایسی نسل جاری کرتے رہیں تو دنیا پر بربادی ہی کیوں آئے۔؟ دنیا پر تباہی اور بربادی اسی وقت آتی ہے جب باطنی طور پر لوگوں میں وہ خوبیاں نہ پائی جائیں جن کی وجہ سے روحانی

نسل قائم رہتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ تیرا دشمن کہتا ہے کہ تیرے ہاں نرینہ اولاد نہیں وہ جھوٹ بولتا ہے۔ تیری نرینہ اولاد موجود ہے ہاں تیرے دشمن کی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ آپؐ کی ظاہری طور پر نرینہ اولاد نہیں تھی اور آپؐ کے شدید ترین دشمنوں میں سے قریباً تمام کی

نرینہ اولاد

تھی۔ ابوجہل کی نرینہ اولاد تھی۔ عتبہ کی نرینہ اولاد تھی شیبہ کی نرینہ اولاد تھی۔ عاصی کی نرینہ اولاد تھی۔ یہ آپؐ کے شدید ترین دشمن تھے۔ اور ان سب کی نرینہ اولاد موجود تھی۔ اور اگر نرینہ اولاد نہیں تھی تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ لیکن جس شخص کی اولاد نہیں تھی اسے مخاطب کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تیری نرینہ اولاد ہے۔ اور جن لوگوں کی اولاد موجود تھی انہیں کہتا ہے کہ ان کی نرینہ اولاد نہیں۔ ان دونوں متقابل بیانات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ جب خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ تیری اولاد ہے تو اس مراد یہ تھی کہ آپ کی

روحانی اولاد

ہوگی۔ اور جب دشمن کے متعلق یہ کہا کہ ان کی نرینہ اولاد نہیں ہوگی تو اس سے یہ مراد تھی کہ ان کی روحانی اولاد نہیں ہوگی۔ چنانچہ حضرت عکرمہؓ کو دیکھ لو حضرت عکرمہؓ ابوجہل کے بیٹے تھے۔ اور ابوجہل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ نرینہ اولاد کے نہ ہونے کا طعنہ دیا کرتا تھا۔ جیسے پنجابی میں کہتے ہیں ونترا نکھترا۔ اسی طرح کہا کرتا تھا کہ یہ نعوذ باللہ اونترا نکھترا ہے۔ جب مر جائے گا تو اس کا سلسلہ تباہ ہو جائے گا۔ اسی طرح ابوجہل کا بیٹا موجود تھا جو فتح مکہ تک مخالفت کرتا رہا۔

جب فتح مکہ ہوئی

تو وہ مکہ سے بھاگ گیا اور اس نے چاہا کہ کسی اور ملک میں چلا جائے۔ عکرمہؓ کی بیوی دل سے مسلمان تھی وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اور اس نے کہا یا رسول اللہ آپ کا عفو بہت بڑا ہے اگر آپ کا ایک دشمن آپ کے زیر سایہ پرورش پا جائے تو کیا حرج ہے۔ شاید خدا تعالیٰ اسے ہدایت دیدے۔ آپؐ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ اس نے کہا کیا آپ اجازت دیں گے کہ عکرمہ اس ملک میں رہے اور آپ کے زیر سایہ زندگی بسر کرے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس نے کہا لیکن وہ تو دشمن ہے اور میں جانتی ہوں کہ

وہ یہ پسند نہیں کریگا

کہ اسلام لے آئے۔ کیا آپ کفر کی حالت میں ہی اسے یہاں رہنے دیں گے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اس نے پوچھا کیا میں عکرمہ سے کہہ دوں کہ وہ اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے مکہ میں رہ سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں بیشک کہہ دو۔ عکرمہ مکہ سے بھاگ کر دوسرے ملک میں جانے کے لئے سمندر کے کنارے پہنچ چکا تھا۔ وہ کشتی میں سوار ہونے ہی لگا تھا کہ اس کی بیوی وہاں پہنچی۔ اس نے عکرمہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم کہتے ہو کہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت کے ماتحت نہیں رہوں گا مگر ان کا تو یہ حال ہے کہ جب میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ عکرمہ کو مکہ میں رہنے کی اجازت دیتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا وہ آپ کا شدید ترین دشمن ہے اور میں جانتی ہوں کہ وہ ایمان نہیں لائے گا وہ کافر ہونے کی حالت میں یہاں رہے گا کیا آپ اسے اس حالت میں بھی یہاں رہنے کی اجازت دیں گے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ وہ تو اتنی مہربانی کرتے ہیں اور تم ان کے زیر سایہ مکہ میں رہنا بھی پسند نہیں کرتے۔ عکرمہ نے کہا کیا یہ سچ ہے؟ اس کی بیوی نے کہا ہاں۔ عکرمہ نے کہا چلو میں خود ان سے یہ بات پوچھتا ہوں۔ چنانچہ عکرمہؓ واپس آئے۔ اور اپنی بیوی سے کہا مجھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو۔ میں خود آپؐ کے منہ سے یہ بات سننا چاہتا ہوں۔ چنانچہ وہ انہیں ساتھ لے کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عکرمہؓ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ایک بات ہے جو میں دریافت کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میری بیوی کہتی ہے کہ میں

آپ کے زیر سایہ مکہ میں رہ سکتا ہوں

کیا یہ درست ہے؟ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ عکرمہ نے کہا ایک اور بات بھی ہے وہ کہتی ہے کہ میں باوجود دشمن ہونے کے اور اسلام نہ لانے کے بھی یہاں رہ سکتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اب بظاہر تو یہ ایک معمولی بات تھی۔ ایک غالب شخص مغلوب سے یہ کہتا ہے کہ میں تمہارا قصور معاف کرتا ہوں اور اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے ملک میں رہنے کی تمہیں اجازت دیتا ہوں۔ لیکن اگر اس سلوک کو سامنے رکھا جائے جو ابوجہل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا کرتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ یہ انسانی فعل نہیں۔ عکرمہ یہ خیال بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ان سے ایسا سلوک ہو سکتا ہے۔ انہوں نے جب یہ بات سنی تو یقین کر لیا کہ یہ سلوک سوائے خدا تعالیٰ کے رسول کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ جونہی یہ فقرہ آپؐ کے منہ سے نکلا کہ عکرمہؓ! تم باوجود دشمن ہونے کے مکہ میں رہ سکتے ہو تو عکرمہ نے کہا

میں گواہی دیتا ہوں

کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپؐ نے فرمایا عکرمہ ہم تمہیں صرف معاف ہی نہیں کرتے بلکہ تم اپنے لئے جو کچھ مانگو۔ ہم تمہیں آج دے دیں گے۔ اس پر وہی دنیا دار عکرمہؓ جو مکہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ رہائش کو بھی پسند نہیں کرتا تھا وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ آپ نے دوسروں کو

لاکھوں کے اموال بخش دیئے

ہیں میں بھی کچھ مانگ لوں تا آرام کے ساتھ زندگی بسر کر سکوں۔ بلکہ ایک منٹ کے اندر اندر ایمان نے اس کے اندر ایسا تغیر پیدا کر دیا کہ جب آپؐ نے کہا عکرمہؓ تم اپنے لئے جو کچھ مانگو ہم آج دیں گے تو عکرمہؓ نے کہا یا رسول اللہ اس سے بڑھ کر اور کونسی چیز آپ مجھے دے سکتے ہیں کہ مجھے ہدایت مل گئی

آپ میرے لئے دعا کریں

کہ خدا تعالیٰ میری تمام شرارتیں اور کوتاہیاں معاف کر دے۔ غرض اس وقت عکرمہ اس ابوجہل کا بیٹا نہ رہا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اونترا نکھترا کہا کرتا تھا (نعوذ باللہ) بلکہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا روحانی بیٹا بن گیا۔ گویا اس وقت ابوجہل اونترا نکھترا تھا اور

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد

موجود تھی۔ اسی طرح عاصی تھا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا شدید دشمن تھا۔ وہ مکہ والوں کا باپ کہلایا کرتا تھا اور حق لعنت میں انتہا کو پہنچا ہوا تھا اس کا بھی ایک بیٹا تھا جو مسلمان ہو گیا۔ بلکہ اس کا پوتا اپنے باپ سے بھی پہلے مسلمان ہو گیا تھا۔ اس کا نام عبد اللہ بن عمرو تھا۔ عبد اللہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑا کرتے تھے۔ مگر عمروؓ اپنی دشمنی کی وجہ سے ایک عرصہ تک آپؐ کے خلاف لڑتا رہا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ اس کی آنکھیں کھلیں اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپؐ پر ایمان لے آیا یہی عمروؓ جب مرنے لگے تو وہ رونے لگے۔ بیٹے نے پوچھا آپ روتے کیوں ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنے رسولؐ پر ایمان لانے کی توفیق بخشی ہے اور آپ مسلمان ہو کر مر رہے ہیں۔ انہوں نے روتے ہوئے کہا میرے بیٹے مجھے پتہ نہیں کہ

اگلے جہان میں میرا کیا حال ہوگا

ایمان لانے سے پہلے میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اتنا شدید دشمن تھا کہ باوجود اس کے کہ آپؐ میرے قریبی رشتہ دار تھے جس دن آپ نے دعوےٰ کیا بغض کی وجہ سے میں نے آپؐ کی شکل نہیں دیکھی۔ اس وقت اگر مجھ سے کوئی شخص آپؐ کا حلیہ دریافت کرتا تو میں اسے بتا نہیں سکتا تھا۔ پھر اے میرے بیٹے مجھے خدا تعالیٰ نے ایمان نصیب کیا اور یہ

معمولی تغیر نہیں تھا

لیکن جب میں ایمان لایا تو آپؐ کی عظمت کا مجھ پر اتنا اثر ہوا کہ رعب کی وجہ سے میں نے آپ کی شکل کبھی نہیں دیکھی۔ اور اگر اب بھی کوئی شخص مجھ سے آپ کا حلیہ پوچھے تو میں نہیں بتا سکتا۔ مگر آپؐ کے فوت ہونے کے بعد کئی قسم کے جھگڑے شروع ہوئے اور ہم آپس میں لڑتے رہے۔ اگر میں آپؐ کی زندگی میں مر جاتا تو اور بات تھی لیکن آج آپؐ کی وفات پر ایک لمبا عرصہ گذر جانے کے بعد میں فوت ہو رہا ہوں۔ اور پتہ نہیں کہ آپؐ کی وفات کے بعد مجھ سے کیا کیا کوتاہیاں سرزد ہوئی ہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو میں اگلے جہان میں بھی آپؐ کی زیارت سے محروم رہوں

اب دیکھو

کیا یہ عمروؓ عاصی کا بیٹا تھا یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ہر شخص جس میں عقل موجود ہے یہی کہے گا کہ بے شک عمروؓ عاص کے گھر پیدا ہوا تھا مگر اس نے اسے لاکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں رکھ دیا۔ اسی طرح خالدؓ بن ولید رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں بہت شہرت رکھتے تھے۔ یہ وہ شخص ہیں جنہوں نے عکرمہؓ کے ساتھ مل کر اُحد کے موقعہ پر اپنے خیال میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا تھا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے پہاڑ کے پیچھے سے ہو کر مسلمانوں پر حملہ کیا اور ان کی فتح کو شکست سے بدل دیا۔ لیکن یہی خالدؓ جب مرنے ہیں تو مرنے سے قبل رونے لگ جاتے ہیں۔ ان کے ایک دوست نے پوچھا

خالد تم روتے کیوں ہو

خدا تعالیٰ کے رستے میں تمہیں جہاد کرنے کی کتنی بڑی توفیق ملی ہے۔ خالدؓ نے کہا تم میرے قریب آؤ اور میری ٹانگ سے کپڑا اٹھا کر دیکھو کہ کیا کوئی انچ بھر بھی ایسی جگہ ہے جس پر تلوار کا نشان نہ ہو اس نے کپڑا اٹھا کر دیکھا اور کہا واقعہ میں ایک انچ بھر بھی کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں تلوار کا نشان نہ ہو۔ خالدؓ نے کہا اچھا میری دوسری ٹانگ ننگی کرو۔ اس نے دوسری ٹانگ ننگی کی اور دیکھا کہ اس پر بھی ہر جگہ تلوار کے نشان لگے ہوئے ہیں۔ خالدؓ نے کہا اچھا میرے بازو ننگے کرو۔ میرے سینہ پر سے کپڑا اٹھاؤ۔ میری پیٹھ پر سے کپڑا اٹھا کر دیکھو میرے سر پر نظر دوڑاؤ میری گردن کو ننگا کر کے دیکھو میرے تمام جسم پر ایک انچ بھر بھی ایسی جگہ نہیں جس پر تلوار کا نشان نہ ہو۔ پھر خالدؓ رو پڑے اور کہا خدا کی قسم میں اپنے آپ کو ہر خطرہ میں ڈالتا رہا۔ اور

میری خواہش تھی

کہ میں شہید ہو کر دائمی زندگی پاؤں۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں آج چارپائی پر تڑپ تڑپ کر مر رہا ہوں

اب دیکھو کیا یہ خالدؓ ولید کا بیٹا تھا؟ وہ ظاہری طور پر ولید کا بیٹا تھا لیکن باطنی طور پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں شامل ہو گیا تھا۔ وہ یقیناً ولید کے گھر میں پیدا ہوا لیکن فرشتوں نے اسے

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کی گود میں لا ڈالا اور ثابت کر دیا کہ اِنَّ شَانِئَكَ

ھو الابتر۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد تھی۔ آپؐ کے دشمن کی نرینہ اولاد نہیں تھی۔

پس یہ ایک روحانی نشان اور علامت ہے کہ زندہ انسان اپنے پیچھے ایسے وجود چھوڑ جاتا ہے جن سے لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ جو شخص ایسے وجود اپنے پیچھے چھوڑتا ہے وہ کامیاب کہلا سکتا ہے اور اپنی زندگی پر فخر کر سکتا ہے لیکن جس کے پیچھے ایسے وجود نہیں پائے جاتے اسے خالی نمازیں اور روزے کچھ فائدہ نہیں دے سکتے۔ پس میں

تمہیں نصیحت کرتا ہوں

کہ تم اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہا کرو۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حاسبوا قبل ان تحاسبوا پیشتر اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔ تم اپنا محاسبہ خود کرو۔ ہوشیار کلرک معائنہ سے پہلے دو چار راتیں لگا کر اپنا حساب ٹھیک کر لیتا ہے۔ اسی طرح تمہیں بھی اپنے نفس کا محاسبہ کر کے یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا تمہاری روحانیت کے نتیجہ میں کوئی چیز پیدا ہوتی ہے؟ اگر تمہاری روحانیت کے نتیجہ میں کوئی چیز پیدا ہو رہی ہے تو سمجھ لو تمہارا ایمان درست ہے اور اگر نہیں تو تمہارا ایمان ورثہ کا ایمان ہے اور

ورثہ کا ایمان کچھ فائدہ نہیں دیتا

نجات وہی شخص پاتا ہے جو بقول حضرت مسیح علیہ السلام اپنی صلیب خود اٹھاتا ہے۔ نجات وہی شخص پاتا ہے جو اپنی نہریں خود کھودتا ہے نجات وہی شخص پاتا ہے جو اپنے درخت خود لگاتا ہے۔ جو شخص دوسرے کے باغ میں داخل ہوتا ہے اسے چوروں کی طرح باہر نکال دیا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو ورثہ کے طور پر

جنت میں داخل ہونے کی

کوشش کرے گا اسے فرشتے پرے دھکیل دیں گے کیونکہ وہ چور ہوگا۔ اور چور کو جنت میں داخل نہیں ہونے دیا جاتا۔

بقایادار موصی احباب توجہ فرمائیں

جن موصی حضرات کے ذمہ بقایا زیادہ ہو رہا ہے انہیں خطوط یا نوٹس کے ذریعہ اطلاع دے دی گئی ہے۔ ان سب سے درخواست ہے کہ چونکہ اب موجودہ مالی سال کے ختم ہونے میں صرف اڑھائی ماہ باقی رہ گئے ہیں اس لئے وہ جلد از جلد اپنے ذمہ بقایا کی رقوم مرکز میں ارسال کر دیں۔ یا معین طور پر اقساط کا وعدہ کر کے مقامی صدر اور سیکرٹری مال کے توسط سے مہلت کے لئے درخواست بھجوا دیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

پہنچا زمیں کے سارے کناروں تلک وہ نور

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

اے چاند تیری چاندنی سی صورت عجیب ہے
یاد آئے تجھ کو دیکھ کر وجہ الحبیب ہے

یہ تیری روشنی مری آنکھوں کا نور ہے
ہاں ٹھنڈی ٹھنڈی چاندنی دل کا سرور ہے

کچھ کچھ مناسبت ہے تجھے میرے حال سے
میں ہم کلام تم سے ہوا اس خیال سے

سینہ میں تیرے داغ ہے میرے بھی داغ ہے
دونوں گھروں میں جل رہا اک ہی چراغ ہے

فق ہو گیا ہے رنگ ترا کس کی یاد میں؟
چہرہ سفید پڑ گیا کس اوفتاد میں؟

ٹکڑے جگر ہوا ترا کس کے فراق میں
گردش ہے رات دن تری کس اشتیاق میں

وہ کونسی زمین ہے جس پہ نثار تو گیا
ہر اک پہ جل چکا ہے ترے سوز کا دیا

آخر یہ جدّ و جہد یہ دن رات کا سفر
کس کے لئے اٹھایا ہے ننھی سی جان پر

ہاں گھٹتے گھٹتے تو کبھی شاخِ کھجور ہے
پھر بڑھتے بڑھتے رشکِ تجلیِ طور ہے

کیا راز ہے تمہارے زوال و کمال کا
تبدیل ہونا صورتِ بدر و ھلال کا

یہ کیا معاملہ ہے بتا دے مجھے ضرور
جو سچی بات ہے وہ سنا دے مجھے ضرور

اے چاند ایک بات جو مانے تو میں کہوں
میری شبِ فراق کے مونس سنا ہی دوں

پیغام بھیجنا ہو کوئی کوئے یار میں
لے جاؤ یا نہیں اسے کرنوں کے تار میں

ہاں ہاں ضرور کام یہ اے جان کیجیو
ناکام ناتوان پہ احسان کیجیو

اک باغ پُر بہار ہے دار الامان کا
واں مقبرہ ہے میرے مسیح الزمان کا

اس مقبرہ پہ نور کی چادر چڑھائیو!
پھر یہ پیامِ اکملِ محزوں سنائیو!

کہنا کہ اے خدا کے نبی مہدیٔ زماں
اے وہ کہ جس کے واسطے پیدا ہوا جہاں

جس کا ظہور خاص خدا کا ظہور ہے!
جس کا مکان غیرتِ صد کوہِ طور ہے!

تحمید جس کی ہوتی ہے عرشِ عظیم سے
جس کے عجیب راز ہیں ربِّ کریم سے

جس کے قدم کے واسطے کل اولیاء نے
آنکھیں بچھائیں راہ میں اور سر جھکا دئے

بعض انبیاء سے بڑھ کے ہی جو اپنی شان میں
جو تیر بہ ہدف ہے خدا کی کمان میں

شہرہ ہے جس کے نقش کا سارے جہان میں
بھیجا گیا مسیح محمدؐ کی شان میں

صدہا درود تجھ پہ ہو صدہا سلام ہو
رحمت خدائے پاک کی نازل مدام ہو

منظور یہ دعا میرے پروردگار ہو
اکمل کی جان راہ میں تیری نثار ہو

تتمہ ۲۰ فروری ۱۹۶۵ء

رحمت کا جو نشان ہلا فروری کی بیس
دیکھا ہے اپنی آنکھوں وہ نفسِ زکی نفیس

محمود میں وہ مصلح موعود بے گماں
فضلِ عمر خلیفۂ ثانی رہ مومناں

ہر تین کو جو چار کیا آپ ہی نے ہے
با نفسِ مطمئن ہیں سفر اپنا کر کے طے

پہنچا زمیں کے سارے کناروں تلک وہ نور
جس کے لئے ہوا تھا خداوند کا ظہور

ہیں احمدی جماعتیں قائم ہر ایک جا
اسلام پھیل جائے گا اور غلبہ پائے گا

وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۶۴ء میں خاکسار نے وفاتِ مسیح کے موضوع پر تقریر کی تھی۔ اپنی عدیم الفرصتی کے باعث میں یہ تقریر قلمبند نہیں کر سکا تھا۔ اب مکرم جناب ناظر صاحب اصلاح و ارشاد ربوہ نے لکھا ہے کہ پاکستان کے بعض مسیحی زعماء میری پوری تقریر یا اس کا خلاصہ پڑھنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اس تقریر کا پورا متن یا اس کا خلاصہ الفضل میں شائع کر دیا جائے یا نظارتِ موصوفہ کو بھجوا دیا جائے۔ میں اس ہدایت کے مطابق اپنی اس تقریر کا خلاصہ اشاعت کے لئے بھیج رہا ہوں۔ سمیع اللہ

ائمہ کی غیبت کا نظریہ

کئی مذہبی فرقوں میں ائمہ کی غیبت کا نظریہ پایا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں اثنا عشری شیعہ، فرقہ اسماعیلیہ اور جماعتِ مجاہدین کا ایک فرقہ غائب اماموں پر ایمان رکھتا ہے

لیکن غیر مسلموں میں جس قوم نے نہایت شد و مد سے اس عقیدے کی اشاعت کی وہ مسیحی حضرات ہیں۔ یہ اپنے امام یا ابن اللہ کی غیبت کے قائل ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ اگر مسلم فرقوں کے ائمہ غاروں میں چھپے ہیں تو ان کے امام آسمان میں۔ "مرقس" نے ان کو بن دیکھے آسمان پر خدا کی دہنی طرف بٹھا دیا (مرقس ۱۶/۱۹)

ہر مذہب میں انجیہ پرستی کے باعث جو بدعتیں جاری ہو جاتی ہیں ان میں سے یہ عقیدہ شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ جو مشہور ہے کہ عقیدہ دلیل کا محتاج نہیں ہوتا۔ پھر یہ جو کہا جاتا ہے کہ عقیدے میں انسان کے لئے بے پناہ کشش ہوتی ہے ان مثالوں کو دیکھ کر یہ تمام باتیں صحیح ثابت ہوتی ہیں مسلمانوں کو تو جانے دیجئے کہ یہ ایک پسماندہ قدامت پسند اور روایت پرست قوم سمجھی جاتی ہے۔ مسیحی قوم جو روشن ضمیر، آزاد خیال اور حقیقت پسند ہونے کی مدعی ہے یہ قوم بھی غیبتِ امام کے عقیدے پر اسی طرح جان چھڑکتی ہے جیسے دوسری پسماندہ اقوام۔

یہ دور جو طرزِ فکر کی تبدیلی کا دور کہلاتا ہے پورے عروج پر ہے مگر اس دور نے بھی چرچ کے اس عقیدے پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔ اور متوسلین کلیسیا آج بھی اسی طرح حیاتِ مسیح کے قائل ہیں جیسے وہ تاریخ مسیحیت کے پُرفتن دور میں تھے۔ یہ تیسری اور چوتھی صدی کا دور تھا جب ایریوسی موحد کے مقابل "اتاناسیوس" جیسے تثلیث پرستوں کو فتح حاصل ہوئی تھی۔

اس کے بعد کئی بار چرچ میں بڑے بڑے انقلابات رونما ہوئے اور کئی مسائل میں اختلاف کر کے مختلف فرقے بنتے گئے۔ لیکن مسیحیوں کی بھاری اکثریت حیاتِ مسیح یا غیبتِ مسیح کے عقیدے پر قائم رہی۔ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ جو مسیحیوں کے دو برشتہ فرقے ہیں دونوں اس عقیدے پر قائم ہیں۔

چرچ کی کوشش نشأۃ ثانیہ

چند سالوں سے چرچ میں جو ایک نئی حرکت پیدا ہوئی ہے اس سے بھی یہ عقیدہ متاثر نہیں ہوا۔ پاپائے اعظم چرچ کو کئی ذمہ داریوں یا بدنامیوں سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پندرھویں صدی عیسوی سے سترھویں صدی عیسوی تک چرچ، سائنسدانوں کو محکمۂ احتساب کے شکنجہ میں کستا رہا۔ انہیں ملحد و مرتد قرار دیا گیا۔ مگر اب ان کے کارناموں کو سراہا جا رہا ہے۔ یہودی جو ابھی تک صلیبِ مسیح کے ذمہ دار اور ملزم سمجھے جاتے ہیں اب یہ خبر گرم ہے کہ پاپائے اعظم موجودہ یہودیوں کو اس الزام سے بری قرار دینے والے ہیں۔ "کونسل آف نائیسیا" میں مذہبی خدمت گذاروں کے بعض طبقے پر مجرد رہنے کی جو پابندی لگائی گئی تھی وہ بھی اب اٹھائی جا رہی ہے۔

پھر خود پاپائے اعظم کا اپنے پیش رو کی روایت کے خلاف "ویٹی کن سٹی" سے نکلنا۔ یہ سب اس بات کا ثبوت ہے کہ رومن کیتھولک چرچ اپنی روایات میں اصلاحات کا خواہشمند ہے

عقیدۂ حیاتِ مسیح پر اصرار

چرچ کی یہ کوشش دیکھ کر ہم احمدی طبعی طور پر اس بات کے امیدوار تھے کہ عقیدۂ حیاتِ مسیح میں بھی کوئی ترمیم کی جائے گی۔ اور ابھی تک حصولِ نجات کے لئے مسیح کی صلیبی موت پر ایمان لانا جو ضروری سمجھا جاتا ہے یہ شرط حذف کر دی جائے گی۔ مگر مجھے پچھلے دنوں سخت تعجب ہوا جب میں نے بمبئی میں یوکرسٹک کانگرس کے شاندار پنڈال میں دیکھا کہ دو کھمبوں کے درمیان جنابِ مسیحؑ کا پتلہ برہنگی اور مظلومی کی حالت میں لٹک رہا ہے اور متوسلین کلیسیا اس کے نیچے رنگ برنگ کے یونیفارموں میں آرام و عزت کی کرسیوں پر جلوہ افروز ہیں۔ یہ نظارہ اس بات کی شہادت دے رہا تھا کہ "حیاتِ مسیحؑ" کا عقیدہ کتنا ہی مہمل کیوں نہ ہو مگر چرچ کی بنیاد اور مسیحی تقریبات کی زینت ابھی تک اس عقیدے پر قائم ہے۔

احمدیوں کا فریضہ

جب ہمارے مسیحی حضرات کا یہ ردِ عمل ہے تو ہم احمدیوں کا یہ فرض ہے کہ ہم وفاتِ مسیح پر زور دیتے چلے جائیں اور واقعات و حقائق کی روشنی میں یہ بات اتنی بار کہیں کہ آخر چرچ کی بنیاد متزلزل ہو جائے۔

وفاتِ مسیح

یوں تو جب ہم لوگ وفاتِ مسیح پر گفتگو کرتے ہیں تو براہِ راست ہمارا خطاب مسیحی حضرات کی طرف ہونا چاہیئے مگر مسیحیوں کی خوش قسمتی ہے کہ اس عقیدے میں ان کو اور بھی کچھ ساتھی مل گئے ہیں اور وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ اس لئے ہمیں مجبوراً اس طرف بھی مخاطب ہونا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب وفاتِ مسیح پر دلائل دئے تو دونوں قوموں کو مدِ نظر رکھا۔

قرآن کریم اور دوسرے اسلامی آثار

آپؑ نے مسلمانوں کو قرآنِ کریم کی طرف بلایا اور فرمایا کہ اس کتابِ کریم کی تیس آیات سے وفاتِ مسیح ثابت ہوتی ہے۔ پھر اس عقیدے پر اصحابِ کرام اور ازواجِ مطہرات حضرت نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اربعہ کا اجماع دکھایا۔ آپؑ کے اس بصیرت افروز استدلال کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے مسلم اکابر نے از سرِ نو اس مسئلہ پر غور کیا اور مسیحیوں کے مقابل آپ کی تائید کی۔ جیسے سر سید، جسٹس امیر علی، مولوی چراغ علی، مولینا ابو الکلام آزاد اور جامعہ ازہر مصر کی مجلسِ افتاء۔

اناجیلِ اربعہ اور وفاتِ مسیح

لیکن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اناجیل اربعہ کی روشنی میں عقیدۂ حیاتِ مسیح کا جیسا تعاقب کیا اس کی تو تاریخ مذاہب میں نظیر نہیں ملتی۔ آپؑ نے نئے عہد نامے کو کھنگال کر رکھ دیا اور ہمیں وہ بصیرت عطا کر دی کہ آج ہم انجیل کے لفظ لفظ سے وفاتِ مسیح پر استدلال کر سکتے ہیں پھر اسی پر بس نہیں بلکہ آپؑ نے فرمایا کہ میرے بعد تم کو وفاتِ مسیح کی اور بہت سی شہادتیں ملیں گی۔

مسیح ہندوستان میں

آپؑ نے اس موضوع پر ایک انوکھی کتاب لکھی۔ "مسیح ہندوستان میں" کسی مورخ کو آج تک یہ موضوع نہیں ملا تھا۔ اس وقت تو شاید لوگوں نے اس موضوع کی قدر و قیمت نہیں سمجھی لیکن چند ہی دنوں کے بعد روس کے ایک مسیحی سیاح Nicolah Nitovitch نے اپنا سفر نامہ شائع کر کے دنیا کو متحیر کر دیا۔ انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا کہ میں نے چار سال تک تبت کی خانقاہ "ہمس" میں قیام کر کے بودھ دھرم کی کتابوں سے ایسے مواد حاصل کئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ تبت آئے تھے۔ ۱۰ جنوری ۱۹۶۴ء کی ایوننگ نیوز آف انڈیا بمبئی میں ان کی اس تحقیق کا خلاصہ شائع کیا گیا۔

بھوشیہ مہاپران کا حوالہ

لیکن اس سے اہم بات یہ ہے کہ ہندو دھرم کی مشہور و معروف کتاب "بھوشیہ مہاپران" میں بھی حضرت مسیحؑ کے ہندوستان آنے کا ذکر پایا جاتا ہے اس کتاب کے کھانڈ ۳ ادھیائے ۲ میں ساکا راجہ سے آپ کی ملاقات کا ذکر ہے۔ راجہ نے مسیحی مذہب کی تعریف پوچھی آپ نے انکو اپنا مذہب بتایا۔ وہ راجہ اس بات سے بہت خوش ہوا۔ اور ہمالہ کے علاقہ کی جاگیر آپ کو عطا کر دی۔ (دیکھئے بھوشیہ مہاپران پرتی سرگ پرب کھانڈ ۳ ادھیائے ۲ شلوک ۲۱ تا ۲۳) میں نے ان شلوکوں کا ترجمہ پروفیسر دانکر صدر شعبۂ سنسکرت بمبئی یونیورسٹی سے بھی کروایا ہے۔

ان شلوکوں سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیحؑ عنفوانِ شباب میں نہیں بلکہ بعد ناموریت میں کشمیر کی طرف آئے۔ اور یہیں مقیم ہو گئے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کا حوالہ

اور پھر آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو نے وزیر اعظم ہند نے بھی اس بات کا انکشاف کیا کہ کشمیر، لداخ اور تبت کے علاقوں میں حضرت مسیح کے آنے کا کامل یقین پایا جاتا ہے (آپ کا خط مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۲ء بنام اندرا گاندھی)

صحائفِ قمران اور دیگر آثار

اس کے ساتھ ہی چند اور زبردست شہادتیں دستیاب ہوئی ہیں جن سے حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت اور جسمانی زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے جیسے صحائفِ قمران۔ انجیل فلیپ۔ انجیل یعقوب اور کچھ غزلیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کہی ہوئی ہیں ان تمام آثار میں یہ بات اشارۃً یا صراحتہً ضرور بیان کی گئی ہے کہ آپؑ صلیبی موت سے بچائے گئے اور واقعہ صلیب کے بعد اس علاقے کی طرف ہجرت کر گئے جہاں بنی اسرائیل کے اسیر قبائل آباد ہو گئے تھے

اسیر قبائل اور تھوما حواری کا ہندوستان آنا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسئلہ وفاتِ مسیح کے بعض متعلقات پر بھی روشنی ڈالی ہے جیسے بنی اسرائیل کے اسیر قبائل کا افغانستان و کشمیر کے علاقے میں آباد ہونا۔ اور تھوما حواری کا ہندوستان آنا۔ خدا کی قدرت دیکھیے کہ اب آپ کی ان باتوں کی بھی ہر طرف سے تائید ہو رہی ہے

عبرت نامہ

آپ کے عہد میں ہی مفتی علی الدین صاحب نے فارسی زبان میں ہندوستان کی ایک تاریخ لکھی۔ جس کا نام ہے "عبرت نامہ" اور جو پنجابی اکیڈیمی لاہور کی طرف سے اب شائع کی گئی ہے۔ اس میں وہ یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ افغانستان و کشمیر کے علاقے میں بنی اسرائیل کے جلا وطن قبائل آباد ہیں

(باقی ص۱۱ پر)

رمضان المبارک میں

احمدیہ مسلم مشن حیدر آباد کی دینی مصروفیات

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل انچارج احمدیہ مشن حیدر آباد

یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ کہ رمضان المبارک کے بابرکت ایام تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے لحاظ سے نہایت ہی مصروفیت کے ساتھ گذرے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ جماعت احمدیہ حیدر آباد کے اکثر احباب اس بابرکت مہینہ سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب اور مستفید ہونے کے لئے حتی الوسع کوشش کرتے رہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحیح معنوں میں اپنے پیارے اور محبوب بندے بنائے۔ آمین۔

رمضان المبارک میں روزانہ آٹھ بجے شب نماز تراویح احمدیہ جوبلی ہال میں ہوتی تھی۔ پچھلے سالوں کی نسبت اس سال بفضلہ تعالیٰ حاضری نہایت تسلی بخش تھی۔ ہفتہ میں ایک دفعہ محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب پی ایچ ڈی۔ اور باقی ایام میں خاکسار تراویح پڑھاتا رہا۔ نماز تراویح کے بعد خاکسار حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال زریں کے مجموعہ "ریاض الصالحین" اور بعد نماز عصر قرآن کریم میں سے نہایت ہی ضروری اور تربیتی امور پر درس دیتا رہا۔ ان درسوں میں چالیس اور پچاس کے درمیان احباب شمولیت فرماتے رہے۔

اکثر احباب کو اتوار کے روز اپنی ملازمتوں اور تجارتوں سے رخصت مل جاتی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہر ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب کو تہجد اور اجتماعی دعاؤں کا پروگرام رکھا گیا۔ چنانچہ اس پروگرام کے تحت ان راتوں میں تمام احباب بعد نماز تراویح احمدیہ جوبلی ہال میں ہی قیام کرتے رہے۔ اور اپنے اپنے رنگ میں تلاوت قرآن کریم ذکر الٰہی۔ درود شریف۔ صلوٰۃ و تسبیح وغیرہ عبادات میں اپنے اوقات صرف کرتے رہے اس کے بعد رات کے ٹھیک پونے چار بجے سے ساڑھے چار بجے تک نماز تہجد اور اجتماعی دعائیں ہوتی رہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے ان اوقات میں احباب کی حاضری ۶۰ اور ۷۰ کے درمیان ہوتی تھی۔ نماز فجر کے بعد موقع و محل کے مطابق تربیتی امور پر درس بھی دیتا رہا۔

یہ بات یہاں قابل ذکر ہے کہ نماز تہجد کے بعد مندرجہ ذیل احباب کی طرف سے سحری کا پر تکلف انتظام ہوتا رہا۔ مکرم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب۔ مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب۔ مکرم سیٹھ بشیر الدین صاحب۔ مکرم مرزا احمد اللہ بیگ صاحب۔ مکرم عبدالواجد صاحب انصاری۔ اور مکرم سیٹھ رشید احمد صاحب۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

۲۹ر رمضان المبارک بمطابق ۲ر فروری ۱۹۶۵ء بروز منگل درس القرآن کے اختتام اور اجتماعی دعا کے سلسلہ میں ایک خاص تقریب منعقد ہوئی جس میں جماعت احمدیہ حیدر آباد و سکندر آباد کے کم و بیش تمام افراد نے مع مستورات و بچگان شرکت کی۔ اس دن غیر معمولی طور پر جوبلی ہال اور اس کا بالائی حصہ لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

خاکسار نے اس موقعہ پر سب سے پہلے پون گھنٹہ تک سورۂ فرقان کے آخری رکوع کا درس دیا۔ جس میں خاص طور پر عباد الرحمٰن کی تشریح اور ان کے اوصاف بیان کئے۔ اس کے بعد محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب پی ایچ ڈی نے اجتماعی دعا کرائی جو کہ نصف گھنٹہ تک رہی۔ اس وقت تمام حاضرین نے نہایت ہی رقت اور سوز و گداز سے اسلام اور احمدیت کی ترقی اور حضرت امیر المومنین اطال اللہ عمرہٗ کی کامل صحت و درازیٔ عمر کے لئے اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید و نصرت اور افراد جماعت کی بہبودی کے لئے آستانۂ الٰہی میں دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان دعاؤں کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے آمین۔

اس موقعہ پر مکرم سیٹھ سید حسین صاحب کاچیگوڑہ اور ان کے فرزندان کی طرف سے افطاری اور نہایت ہی وسیع اور اعلیٰ پیمانے پر پر تکلف طعام کا بھی انتظام کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

اس سال بھی حسب سابق خدا تعالیٰ نے مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی ایل ایل بی کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں اعتکاف کی مخصوص عبادت سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

مورخہ ۴ر فروری کو یہاں عید الفطر کا بابرکت اور مسرت انگیز دن نہایت ہی پُر وقار اور محبت آمیز رنگ میں منایا گیا۔ جوبلی ہال کا وسیع و عریض ہال عید کے موقعوں پر نماز پڑھنے کے لئے ناکافی ہو جاتا تھا حتیٰ کہ پچھلے سالوں کا تجربہ ہے کہ مستورات کے لئے بھی اس میں جگہ ناکافی ناکافی ہو جاتی تھی اسلئے جوبلی ہال کے پیچھے کھلی جگہ میں دو بڑے بڑے شامیانے نصب کئے گئے اور قناتیں لگائی گئیں۔ تاکہ احباب کو نماز عید پڑھنے میں دقت نہ ہو اور مستورات کے لئے جوبلی ہال میں نیچے اور بالاخانہ پر انتظام کیا گیا۔ لیکن نماز کے بعد یہ بات محسوس کی گئی کہ امسال بفضلہ تعالیٰ اتنے زیادہ احباب نے نماز عید میں شرکت کی ہے کہ یہ دونوں جگہیں بھی ناکافی ثابت ہوئیں عید کی نماز محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب نے پڑھائی اور اس کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک ولولہ انگیز اور ایمان افروز خطبۂ عید پڑھ کر سنایا۔ بعدہٗ ایک لمبی اور پر سوز اجتماعی دعا کرائی۔

تربیتی جلسے

عرصہ زیر رپورٹ میں دو تربیتی جلسے منعقد کئے گئے۔ یہ دونوں جلسے احمدیہ جوبلی ہال میں مکرم مولوی احمد حسین صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد کی زیر صدارت منعقد ہوئے۔ پہلے جلسہ میں جو کہ مورخہ ۱۰ر جنوری بروز اتوار منعقد کیا گیا مکرم محمود الحسن صاحب سی ایس پی نے تربیتی امور پر ایک برجستہ تقریر کی۔ خاکسار نے بھی تعلق باللہ اور تقویٰ پر ایک مختصر تقریر کی۔

دوسرا جلسہ فضائل شب قدر کے عنوان پر منعقد ہوا۔ اس میں مکرم مولوی محمد صادق صاحب سیکرٹری تبلیغ کی افتتاحی تقریر کے بعد مکرم میر احمد صادق صاحب ایم۔ اے۔ مکرم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب پی ایچ ڈی اور خاکسار نے لیلۃ القدر کی حقیقت اور اس کے فضائل پر نصف نصف گھنٹہ کی تقریریں کیں۔ یہ جلسہ عام بفضلہ تعالیٰ نہایت ہی سبق آموز اور پر از معلومات ہونے کے لحاظ سے نہایت ہی کامیاب رہا۔ جلسہ میں لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

اس جلسہ کے بعد مکرم سیٹھ حمید احمد صاحب کی طرف سے افطاری کا معقول انتظام تھا جزاہ اللہ

تبلیغ

بمبئی میں پاپائے روم کی آمد پر جماعت احمدیہ حیدر آباد کی طرف سے قابل قدر اور بہت ہی کامیاب سرگرمیاں کی گئیں۔ اس موقعہ پر تقسیم کرنے کے لئے فوری طور پر دن رات کی محنت و معروفیت سے ایک کتابچہ Latest Findings about Jesus Christ تیار کیا گیا جس میں مختصر مگر نہایت جامع رنگ میں حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کے متعلق انجیل اور قرآن کریم کے علاوہ جدید تحقیقات کی روشنی میں وفات مسیح کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی گئی تھی۔

خدا کے فضل سے یہ کتابچہ بمبئی کے علاوہ حیدر آباد و مضافات میں اتنا مقبول ہوا کہ اس سلسلہ میں خط و کتابت اب تک جاری ہے۔

اس کتابچہ کی تیاری اور اخراجات میں یوں تو اکثر ذی استطاعت افراد نے حصہ لیا تاہم ان میں سے مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب مکرم سید جہانگیر احمد صاحب اور مکرم میر احمد صادق صاحب ایم اے کے نام سرفہرست ہیں۔ نیز ایک غیر احمدی دوست مکرم خواجہ معین الدین صاحب بھی نہایت دلچسپی سے کئی دن رات مسلسل ہمارے ساتھ تعاون فرماتے رہے۔ ان سب دوستوں نے اس کتابچہ کی تیاری کے لئے انتھک محنت کی جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

بمبئی میں منعقدہ تبلیغی پروگراموں میں حصہ لینے کے لئے حیدر آباد سے مکرم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت کی سرکردگی میں بیس خدام بذریعہ جیپ کار و ریل بمبئی پہنچے اور یادگیر سے آٹھ خدام پر مشتمل ایک قافلہ بھی بذریعہ جیپ گاڑی بمبئی پہنچا۔ یہ سب لوگ بڑے خلوص اور محنت کے ساتھ تبلیغی کام سرانجام دیتے رہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پاپائے روم کی آمد پر مبارکباد اور خوش آمدید کہتے ہوئے جماعت احمدیہ حیدر آباد کے علاوہ مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی طرف سے بھی ان کی خدمت میں الگ الگ تاریں دی گئیں۔

بیرونی ممالک میں احمدیہ تبلیغی مشنوں کے نام بھی یہ کتابچہ ایک معقول تعداد میں بذریعہ ڈاک ارسال کیا گیا۔ جس کے تمام اخراجات مکرم سید جہانگیر احمد صاحب کاچیگوڑہ نے برداشت کئے جزاھم اللہ۔

متفرق مساعی

عرصہ زیر رپورٹ میں خدا کے فضل و کرم سے خاکسار کو انفرادی رنگ میں کئی دفعہ تبلیغی گفتگو کرنے اور مختلف لٹریچر تقسیم کرنے کے مواقع میسر آئے۔ ہمارے بعض جوشیلے نوجوان بھی اپنے اپنے رنگ میں اپنے حلقۂ احباب میں احمدیت کا پیغام پہنچانے میں کوشاں ہیں۔ ان میں مکرم حمید اللہ صاحب، اور مکرم محمد ابراہیم خاں صاحب کے نام قابل ذکر ہیں۔ موخر الذکر مخلص نوجوان کے توسط سے مقامی اردو آرٹس کالج کے ۸۰ کے قریب طلباء اور ۷ لیکچراروں کو تقسیم لٹریچر کے ذریعہ پیغام احمدیت پہنچایا گیا۔ نیز گیارہ افراد پر مشتمل ایک یہودی خاندان اور عیسائیت کی طرف مائل ایک مسلم خاندان میں اسلام کا پیغام دیا گیا۔ بعد میں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ عیسائیت کی طرف ان کا میلان اب ختم ہو رہا ہے۔ مزید کتابیں بھیجنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

حال ہی میں اردو زبان کے ممتاز نقاد پروفیسر احتشام حسین صاحب صدر شعبہ اردو الہ آباد یونیورسٹی حیدر آباد تشریف لائے تھے ان کی خدمت میں بعض تبلیغی کتابیں پیش کی گئیں۔

آخر میں میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے تبلیغی و تربیتی امور میں خاکسار کے ساتھ تعاون فرمایا ہے ان میں مکرم مولوی احمد حسین صاحب مکرم میر احمد صادق صاحب۔ مکرم مولوی محمد صادق صاحب۔ مکرم شمس الدین صاحب اور مکرم سید غوث صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء اللہ تعالیٰ ہماری ان ناچیز مساعی کو کامیاب فرمائے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر

از مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد مولوی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

پیشگوئی مصلح موعود کا روحانی اور تاریخی پس منظر تین لمبے زمانوں پر پھیلا ہوا ہے۔ یعنی خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ پر۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور بزرگانِ امت کے زمانہ پر۔ اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر انبیاء بنی اسرائیل کے زمانہ پر۔

اس لحاظ سے پیشگوئی مصلح موعود دراصل سینکڑوں اور ہزاروں سال سے چلی آرہی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کی قدیم سے یہ سنت ہے کہ جب وہ دنیا میں کوئی روحانی اور مذہبی انقلاب پیدا کرنا چاہتا ہے یا کسی عظیم الشان انسان کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو صدیوں پہلے اس کی بنیاد ڈال دیتا ہے اور پھر اپنے وقت پر اسے ظاہر کرتا ہے چنانچہ آنحضرت صلعم خدا تعالےٰ کی اسی سنت کے مطابق خود اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ میں خدا تعالےٰ کا اس وقت سے نبی ہوں جب کہ آدم ابھی اپنی ابتدائی پیدائش کے اعتبار سے پانی اور مٹی میں پڑے تھے۔ اسی طرح مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی خدا تعالےٰ کی مشیت کے مطابق اصولی رنگ میں صدیوں سے چلی آرہی ہے

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر انبیاء بنی اسرائیل تک کہ جہاں انہوں نے آخری زمانہ میں مسیح موعود کی بعثت کی خوشخبری دی، وہاں مصلح موعود کے متعلق بھی پیشگوئی کی کہ مسیح موعود کی اولاد میں سے ایک بلند مقام رکھنے والا انسان پیدا ہوگا۔ جو کہ آپ کا خلیفہ ہوگا۔ اور اس کے ذریعہ سے آپ کے سلسلہ کو ترقی حاصل ہوگی۔

مصلح موعود کے متعلق بائبل میں پیشگوئیاں موجود ہیں۔ لیکن اس وقت قلتِ گنجائش کی وجہ سے یہودیوں کی حدیث کی کتاب طالمود کے ایک حوالہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ

"حضرت مسیح کی آمد ثانی کے بعد اس کا بیٹا اور پوتا اس کی روحانی بادشاہت کا وارث ہوگا"

اس کے بعد جب آنحضرت صلعم کا زمانہ آیا تو اللہ تعالےٰ نے جہاں آپ کے ذریعہ سے یہ پیشگوئی کروائی کہ آخری زمانہ میں ایک عظیم الشان مصلح مسیح موعود کے نام سے آئے گا وہاں آپ کی ہی زبانِ مبارک سے مصلح موعود کے متعلق یہ پیشگوئی کروائی کہ یتزوج ویولد لہٗ۔ کہ مسیح موعود شادی کرے گا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ اسے ایک بلند مقام رکھنے والا صالح فرزند عطا فرمائے گا۔ جس سے اس کے سلسلہ کو حیرت انگیز ترقی حاصل ہوگی۔

اس کے بعد جب اس مصلح موعود کے ظاہر ہونے کا زمانہ قریب آگیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے مختلف بزرگوں کو اور صلحاء امت کو بھی بشارت دے دی گئی۔ اور ان بزرگوں نے اس موعود کو روحانی اور کشفی آنکھوں سے دیکھا اور اس کے کارناموں کو دیکھا اور اپنے اپنے زمانہ میں امت کو اس کی خبر دیتے آئے۔

چنانچہ ملکِ شام میں اوّل حضرت امام یحییٰ بن عقب نے مصلح موعود کے متعلق امت کو بشارت دی اور یہ پیشگوئی فرمائی کہ ؎

ومحمود سیظہر بعد ھٰذا
ویملک الشام بلا قتال

اور پھر ملکِ شام ہی میں حضرت محی الدین ابن عربی نے اپنی مشہور کتاب "فتوحاتِ مکیہ" میں یہ پیشگوئی فرمائی

اور ہندوستان میں حضرت نعمت اللہ نے خوشخبری دی اور حضرت امام مہدی کے بارے میں ایک لمبا قصیدہ لکھا جس میں مصلح موعود کے متعلق یہ شعر بھی ہے۔ ؎

دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

اس کے بعد جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ قریب آگیا تو اللہ تعالےٰ نے ان قدیم پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے خاص قسم کے حالات اور اسباب پیدا کر دئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے قبل غیر مذاہب کے مشنری اور مبلغ ہندوستان کے پورے ملک پر چھائے ہوئے تھے اور اسلام چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا تھا۔ اور ان کے حملوں کا نشانہ بنا ہوا تھا اور آنحضرت صلعم کو بدترین الفاظ سے یاد کیا جاتا تھا۔ خصوصاً عیسائی پادریوں کی بدزبانی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اور ان کی زہریلی تحریروں نے اور ملحدانہ فلسفہ نے اسلام پر حملہ کر رکھا تھا۔ اور بیچارے مسلمان علماء مخالفینِ اسلام کے اعتراضات اور ملحدانہ فلسفہ کی تاب نہ لا کر ایک کونے میں سہمے بیٹھے تھے۔ اور جو لوگ ان اعتراضوں کا جواب دے رہے تھے ان کے دلائل بالکل بے جان تھے اور بجائے فائدہ کے اسلام کو نقصان پہنچ رہا تھا۔

بہرحال یہ وقت اسلام اور مسلمانوں کے لئے سخت مصیبت کا وقت تھا۔ کیونکہ اس وقت غیر مذاہب کے مشنری اور مبلغ یہ سمجھ رہے تھے کہ اسلام ایک مردہ مذہب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کے زندہ ہونے کے امکانات باقی ہیں۔ اس لئے اب ہم اسلام کو کھا جائیں گے۔ اور مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کر کے اپنے مذہب میں داخل کر لیں گے۔ ایک طرف عیسائی یہ سمجھ رہے تھے کہ مسلمان ہمارا شکار ہیں۔ اور دوسری طرف ہندو یہ سمجھ رہے تھے کہ مسلمان ہمارا شکار ہیں۔

پس ایسے وقت میں اللہ تعالےٰ نے اسلام کی تائید اور نصرت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کھڑا کیا۔ آپؑ نے اس خطرے کو دیکھا اور بیقرار ہو کر اس خطرے کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور آپؑ نے اپنی معرکۃ الآرا تصنیف براہینِ احمدیہ کی تالیف و اشاعت کا تہیہ فرمایا۔ حضور نے ابتداء میں اس کی چار جلدیں شائع کیں۔ آپؑ نے اس تصنیف میں ظاہری علماء کے کند اور فرسودہ ہتھیاروں کی بجائے اسلام اور آنحضرت صلعم کو زندہ ثابت کرنے کے لئے اپنا وجود پیش کیا۔ یعنی اپنا ملہم ہونا ظاہر کیا اور اپنے تئیں صاحبِ وحی و الہام کے طور پر پیش فرمایا۔ اور اس میں کثرت کے ساتھ اپنے الہامات رؤیا اور کشوف کو درج فرمایا اور اس طرح آپؑ نے ثابت کیا کہ اسلام ایک زندہ اور زندگی بخش مذہب ہے۔ اور یہ کہ اسلام کی تعلیم دیگر تمام ادیان کی تعلیموں کے مقابلہ میں اعلےٰ اکمل اور برتر ہے۔ اور مخالفینِ اسلام کو تحدی کے ساتھ مقابلہ کی دعوت دی۔ اور دنیا بھر میں منادی کرائی کہ اگر کوئی طالبِ حق اسلام کی صداقت، قرآن کریم کی فضیلت اور آنحضرت صلعم کی سچائی کے زندہ نشان دیکھنا چاہتا ہے تو وہ آپ کے پاس آئے اور آپ کی صحبت میں صحتِ نیت کے ساتھ رہے تو وہ ضرور اپنی آنکھوں سے اسلام کی صداقت کے زندہ نشانات دیکھے گا اور اس کے برعکس اسلام کے مخالف اپنے مذہب کی سچائی میں ہرگز کوئی نشان نہیں دکھا سکیں گے۔ اور صرف گذشتہ زمانہ کے حوالہ پر ہی اکتفا کریں گے۔ جو کہ ان کے مذہب کے مردہ ہونے کی فیصلہ کن دلیل ہے۔

حضور نے نشان نمائی کی یہ دعوت پہلی مرتبہ ۱۸۸۲ء میں دی۔ آپؑ کے اس چیلنج پر کسی غیر مسلم کو یہ توفیق نہ مل سکی کہ وہ اس فیصلہ کن آسمانی دعوت کو قبول کرتا۔ اور آپ کی خدمت میں پہنچتا۔ اور اسلام کی صداقت کے نشانوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا۔

بہرحال حضرت اقدس کی یہ کتاب یعنی براہین احمدیہ چونکہ اسلام اور آنحضرت صلعم کے کمالات کو ایک نئے رنگ میں دنیا پر ظاہر کرنے والی تھی اسلئے اس کتاب کے شائع ہونے پر غیر مذاہب کے مشنری اور نمایندوں کے اندر ایک قسم کی بے چینی اور گھبراہٹ پیدا ہو گئی۔ اور ان کے اندر ایک تہلکہ مچ گیا کہ یا تو ان کے دلوں میں یہ خیال قائم ہو گیا تھا کہ وہ اسلام کو کھا جائیں گے اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے معدوم کر دیں گے اور یا اب ان کو یہ فکر پیدا ہو گیا کہ اگر اسلام کی حفاظت کا یہ سلسلہ اسی رنگ میں جاری رہا تو اسلام دنیا پر غالب آجائے گا۔ اور ہم مغلوب ہو جائیں گے

چنانچہ اس پر مخالفینِ اسلام نے حضرت اقدس کو اپنے لئے ایک مستقل خطرے کا الارم سمجھا اور حضور کو اپنے حملوں اور تیروں کا ہدف بنانا شروع کر دیا یہاں تک کہ بعض نے اچھا خاصا گند اچھالا۔ اور آنحضرت صلعم کی ذاتِ اقدس اور قرآن کریم کی صداقت پر پے در پے حملے شروع کر دئے اور حضرت اقدس کی نشان نمائی کی دعوت کو قبول کرنے کی بجائے تکذیب کرنے میں ہمہ تن معروف ہو گئے۔

اس کے بعد جب آپؑ نے ۱۸۸۵ء میں اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر اپنے مامور اور مجددِ وقت ہونے کا دعویٰ فرمایا تو حضور نے مذاہبِ عالم کے بڑے بڑے لیڈروں اور رہنماؤں کو نشان نمائی کی عالمگیر دعوت دے دی کہ اگر وہ طالبِ حق بن کر آپؑ کے پاس ایک سال قیام کریں گے تو وہ ضرور اپنی آنکھوں سے دینِ اسلام کی صداقت کے نشانوں کا مشاہدہ کریں گے۔ اور اگر ایک سال رہ کر بھی وہ آسمانی نشان سے محروم رہیں تو انہیں دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے چوبیس سو روپیہ بطور ہرجانہ پیش کیا جائیگا۔

حضور نے اس دعوت کی عالمگیر اشاعت کیلئے خدائی تحریک کے مطابق خاص اہتمام فرمایا اور بیس ہزار کی تعداد میں اردو اور انگریزی اشتہارات شائع کئے اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے مذہبی لیڈروں، عالموں، مصنفوں اور مدبروں کو باقاعدہ رجسٹری کر کے بھجوا دئے۔

اس عالمگیر دعوت نے بیرونی دنیا میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً ایک زلزلہ پیدا کر دیا۔ اور غیر مذاہب اس قدر خوفزدہ ہو گئے کہ گویا ان پر بجلی آسمان سے گر پڑی ہے۔ اور کسی کو آپ کی دعوت کے مطابق اسلام کی سچائی کا تجربہ کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

البتہ قادیان کے بعض غیر مسلم اصحاب نے اپنے تئیں حق کا متلاشی ظاہر کر کے حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ ہم آپ کے ہمسایہ لنڈن اور امریکہ والوں سے آسمانی نشان دیکھنے کے زیادہ حقدار ہیں ہمیں کوئی نشان دکھایا جائے اور ہم پر میشر کی قسم کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ ہم جو نشان بھی آپ سے دیکھیں گے اسے بطور گواہ اخبارات میں شائع کرا دیں گے اور آپ کی صداقت کو اپنی قوم میں پھیلا دیں گے۔ چنانچہ ۵ راگست ۱۸۸۵ء کو آپؑ پر الہاماً منکشف ہوا کہ آج سے اکتیس ماہ تک مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین کے اہل و عیال میں سے کسی کا انتقال ہو جائے گا۔ اس پیشگوئی کا سبب یہ تھا کہ یہ لوگ جو کہ حضور کے قریبی رشتہ دار تھے پرلے درجہ کے ملحد اور بے دین تھے الہام اور کلامِ الٰہی پر تمسخر اڑاتے تھے۔ اور اپنے لئے ہمیشہ کسی قہری نشان کے طالب رہتے تھے

چنانچہ میعاد کے اندر اندر مرزا نظام الدین کی جوان لڑکی ایک چھوٹا بچہ چھوڑ کر فوت ہو گئی اور خدا کی بات بڑی آب و تاب کے ساتھ پوری ہو گئی یہی ایک واقعہ ایک طرف مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین کے لئے (باقی صلا پر)

بَرکاتِ اَحمدیت اور تبلیغ کے مواقع

از محترم حاجی عبدالکریم صاحب آف کراچی نزیل قادیان

عاجز مصر میں فوجی ملازمت کے سلسلہ میں تقریباً چار سال رہا۔ میں ملازمت کے باعث تبلیغ کے لئے زیادہ وقت نہ دے سکتا تھا۔ ۹ بجے رات کو ضروری ہوتا تھا کہ میں اپنے کیمپ میں پہنچ جاؤں۔ میں دعا کرتا رہا اے مولا کریم عاجز کو تبلیغ سلسلہ کی توفیق عطا فرما۔ میں نے بارہ بجے رات تک پاس لے لیا۔ نیز میں نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کو جو لنڈن میں تبلیغ اسلام کے لئے مقیم تھے، لکھا کہ وہ مجھے ایک مختصر سا تبلیغی اشتہار عربی، انگریزی، فرانسیسی زبانوں میں لکھ کر روانہ فرمائیں۔ میں اس کو چھپوا کر تقسیم کیا کروں گا۔ مصر میں فرانسیسی زبان کا رواج انگریزی کی نسبت زیادہ ہے۔

فوجی ملازمت کے دوران تبلیغ کا طریق

حضرت مفتی صاحب نے اشتہار کا مضمون بھجوا دیا جسے میں نے چھپوا لیا۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان میں ظاہر ہو گئے ہیں۔ مزید معلومات کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے خط و کتابت کریں۔ میں نے مرکز سے انگریزی اور عربی لٹریچر منگوایا ہوا تھا۔ رخصت کے دن میں سکولوں اور کالجوں میں جایا کرتا تھا۔ ہیڈ ماسٹروں اور پرنسپل صاحبان سے مل کر ان کو قرآن کریم پارہ اول کا انگریزی ترجمہ تحفۃً دیا کرتا تھا۔ سلسلہ کی مختصر تاریخ سے ان کو آگاہ کرتا تھا۔ وہ مجھے کالج اور سکول کے کلاس روم میں لے جاتے تھے۔ میں وہاں طلباء میں اشتہار تقسیم کرتا تھا۔ میں ان سے کہتا تھا کہ اس کا ذکر وہ اپنے اعزہ اور احباب سے ضرور کریں۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ جب میں بازار میں سے گذرتا تھا تو اکثر طلباء میری طرف اشارہ کر کے لوگوں کو بتاتے تھے کہ یہ ہندی ہمارے سکول یا کالج میں آیا تھا۔ نیز مصریوں کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے متعارف کرانے کی غرض سے میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی تبلیغی زبور میں الفضل سے ترجمہ کر کے مصری اخبارات کو بھیجا کرتا تھا۔ ان اخبارات کے پڑھنے والوں کو سلسلہ احمدیہ کی تبلیغی جدوجہد کا علم ہوتا تھا۔ اور جب میں تبلیغ کرتا تھا تو وہ کافی دلچسپی لیتے تھے۔ دفتر میں ٹائپ کی مشین تھی۔ میں انگریزی میں تبلیغی خطوط لکھ کر ٹائپ کر کے لوگوں کو بھیجتا تھا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت تھی۔ ایک مرتبہ ان کا خط مجھے ملا۔ لفافہ کی پشت پر مندرجہ ذیل چار تبلیغی فقرے چھپے ہوئے تھے۔

God raised a great reformer in these days prophet Ahmad

یعنی خدا تعالیٰ نے ان دنوں ایک عظیم الشان مصلح نبی احمد کو مبعوث کیا ہے۔

Ahmadia movement is the true manifesto of Islam in these days

آج کل احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔

Jesus christ tomb has been found in Srinagar Kashmir India

یسوع مسیح کی قبر سرینگر کشمیر میں ملی ہے۔

For further particulars write to Hazrat Khalifatul Masih Mirza Bashiruddin Mahmood Qadian Distt Gurdaspur Punjab

یعنی مزید معلومات کے لئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح قادیان ضلع گورداسپور پنجاب سے خط و کتابت کریں۔

مجھے یہ تبلیغی نقشہ بہت پسند آئے اور میں نے بھی ایسے لفافے چھپوا لئے۔ ڈاک کے لئے ان لفافوں کو میں نے استعمال کرنا شروع کیا۔ لڑائی کے زمانہ میں سنسر لگا ہوا تھا۔ ان خطوں پر سنسر ہوتی تھی۔ چند ماہ ہو گئے مجھے نہ مرکز سے کوئی جواب آیا نہ مصری احباب سے۔ میں بہت فکرمند تھا۔ ایک روز برگیڈیر صاحب نے مجھے بلا بھیجا۔ کمرے کے دروازے بند کر کے اس نے مجھے ایک بہت بڑا لفافہ دیا جس کو میں نے کھولا تو اس میں ایک خط تھا۔ اور اس خط کے ساتھ میرے خطوط تھے جو میں نے مرکز میں یا مصری احباب کو بھیجے تھے سنسر نے یہ تمام خط روک لئے تھے اور دوسرے خط میں لکھا ہوا تھا کہ یہ شخص ایک مبلغ معلوم ہوتا ہے۔ اور سرکاری خرچ پر تبلیغ کرتا ہے۔ نیز ہندوستان میں جو خط لکھتا ہے اس میں "احقر العباد" یا "عاجز" لکھتا ہے جس سے اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ انگریز حقیر ہو گئے ہیں یا عاجز آ گئے ہیں۔ گویا شکست کھا رہے ہیں کیوں نہ اس کو فوجی ملازمت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ برگیڈیر صاحب نے مجھے کہا کہ یہ مصیبت اس لئے پیش آئی ہے کہ آپ نے لفافہ کے خلیپ Flap پر یہ شائع کر دیا ہے کہ یسوع مسیح کی قبر سرینگر کشمیر میں ملی ہے آپ عیسائیوں کے خدا کو مار رہے ہیں سنسر میں سب انگریز ہیں اس لئے انہوں نے آپ کا ڈاک روک کر مجھ سے دریافت کیا ہے کہ کیوں احمدی کو ملازمت سے علیحدہ نہ کر دیا جاوے۔ یہ خفیہ خط ہے مجھے آپ سے مشورہ کرنا ہے کہ میں اس کا کیا جواب دوں

برگیڈیر صاحب کو میرا جواب

میں نے ان سے کہا کہ میں اس میں آپ کو کوئی مشورہ دینا نہیں چاہتا کیونکہ میں ویسا جواب دوں گا جس سے مجھے فائدہ پہنچے اور ممکن ہے کہ اس سے آپ کی پوزیشن نازک ہو جائے باقی رہا یہ امر کہ مجھے فوجی ملازمت سے علیحدہ کر دیا جاوے۔ آپ لکھ دیں کہ وہ مجھے علیحدہ کر دیں۔ میرا توکل اپنے پیارے خدا پر ہے وہ میرے لئے رزق کے کوئی اور سامان پیدا فرما دے گا۔ اس افسر نے اصرار کیا کہ آپ مشورہ ضرور دیں۔ ماننا یا نہ ماننا یہ میرا کام ہے۔ میں نے کہا کہ اب انگریزوں کی شامت آنے والی ہے۔ اب یہ قوم ترقی نہ کر سکے گی۔ اس نے دریافت کیا کیوں؟ میں نے کہا کہ مشرقی اور مغربی قوموں میں یہی ایک فرق ہے مغربی قوم کے لوگ ریسرچ Research کرتے ہیں یہ ان کی ترقی کا موجب ہوتا ہے مگر مشرقی قوم کے لوگ لکیر کے فقیر ہوتے ہیں

منقولات

آریہ سماج تباہی اور بربادی کی طرف بڑھ رہا ہے!

"کوئی وقت تھا کہ پنجاب میں اس کا طوطی بولتا تھا، لیکن آج یہ ایک بے جان لاش بن گیا ہے"

"وہ دن دور نہیں جب اس کا کہیں نام و نشان تک نظر نہ آئیگا"

پنجاب آریہ سماج کے متعلق ایڈیٹر پرتاپ جالندھر کا بیان

آریہ سماج کے بارہ میں شری ویریندر جی ایڈیٹر اخبار پرتاپ جالندھر کا لکھا ہوا ایک نوٹ مورخہ ۷ فروری کے پرتاپ میں شائع ہوا ہے جسے افادۂ احباب کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ دوست اس نوٹ کو شروع سے آخر تک بغور مطالعہ فرمائیں اور ساتھ ہی آریہ سماج کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کو یاد کریں جس میں حضور نے آریہ سماج کے خاتمہ کی اطلاع دی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبل از وقت دی گئی یہ خبر کس معجزانہ طریق پر پوری ہو رہی ہے۔ ——— ایڈیٹر

شری ویریندر جی لکھتے ہیں:— **آریہ سماج بڑھ رہا ہے۔ لیکن کدھر؟** تباہی اور بربادی کی طرف۔ پچھلے آٹھ برس میں پنجاب میں آریہ سماج کی سرگرمیوں کا اگر جائزہ لیا جائے تو کوئی بھی بے لاگ شخص یہ کہے بغیر نہ رہ سکے گا کہ جہاں تک اس صوبہ کا تعلق ہے آریہ سماج ایک بے جان جماعت بن گیا ہے کوئی وقت تھا کہ پنجاب میں اس کا طوطی بولتا تھا۔ کوئی تحریک پنجاب میں ایسی نہ چل سکتی تھی جس پر آریہ سماج اثر انداز نہ ہوتا تھا۔ اسے ایک زبردست طاقت سمجھا جاتا تھا۔ دوسرے صوبوں کی آریہ سماجیں بھی رہنمائی کے لئے پنجاب کی طرف دیکھا کرتی تھیں اور سمجھا یہ جاتا تھا کہ اس دیش میں آریہ سماج کا کوئی مرکز ہے تو پنجاب ——— لیکن آج حالت کیا ہے؟ یہ ایک بے جان لاش بن گیا ہے۔ وہ اس لئے کہ جن لوگوں کے ہاتھ میں گذشتہ ۸ برس سے اس کی باگ ڈور چلی آ رہی ہے وہ اسے اپنے ذاتی مفاد کیلئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ آریہ سماج کا ہت ان کے سامنے نہیں ہے۔ ان کا صرف ایک ہی نشانہ ہے کہ کسی طرح آریہ سماج ان کے قبضہ میں رہے۔ جب تک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب پر ان کا قبضہ نہ ہوا تھا انہیں کوئی نہ پوچھتا تھا۔ کوئی ان کی ایسی سنستھا نہ تھی جس کے ذریعہ ان کی چودھر قائم ہو سکتی۔ نہ ہی ان کے پاس کوئی ایسی جائداد تھی جس کے ذریعہ وہ اپنے محل کھڑے کر سکتے۔ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب پر قابض ہونے کے بعد کئی شکشا سنستھائیں ان کے تحت آ گئیں ان آٹھ برس میں وہ خود ایک بھی نئی سنستھا کھڑی نہیں کر سکے لیکن جو پرانی سنستھائیں تھیں ان پر کسی نہ کسی طرح اپنا قبضہ قائم رکھنے کی کوشش میں مصروف ہیں گویا یہ اسی صورت میں رکھ سکتے ہیں۔ اگر آریہ سماج میں دھڑے بندی پیدا کر دیں تاکہ مختلف دھڑوں کی لڑائی سے وہ اپنا الو سیدھا کر سکیں۔ چنانچہ ان کی یہ کوشش کامیاب ہو رہی ہے۔ آج حالت یہ ہے کہ شملہ، بٹالہ، موگہ میں آریہ سماج کے جھگڑے عدالتوں تک جا پہنچے ہیں۔ اب نوانشہر کے بھی جانے لگے ہیں۔ پٹھانکوٹ میں بھی آریہ سماج کے حالات افسوسناک شکل اختیار کر رہے ہیں۔ آریہ سماجوں میں دھڑے بندی تو پہلے بھی ہوا کرتی تھی لیکن اس وقت آریہ سماج کے نیتا اسے سلجھانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ آج اس کے نیتا اسے ہوا دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہر سماج میں دھڑے بنائے جا رہے ہیں۔ جس وقت موجودہ دھڑے کا آریہ پرتی ندھی سبھا پر قبضہ ہوا تھا تو اس کے ایک سرکردہ رکن نے کہا تھا کہ وہ پنجابی ریجن میں ایسے حالات پیدا کر دیں گے کہ وہاں کے آریہ سماجی کبھی بھی اکٹھے ہو کر ان کے ہاتھ سے پھر سبھا نہیں چھین سکیں گے۔ آج یہی ہو رہا ہے۔ جتنے لڑائی جھگڑے ہیں وہ سب پنجابی ریجن میں ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہریانہ میں بیشتر آریہ سماجیں گروکل بھگس ہیں۔ اس لئے وہاں کی سماجوں میں دھڑے بندی پیدا کرنے کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔ پنجابی ریجن کی آریہ سماجیں اس وقت تک کافی سرگرم رہی ہیں (باقی صفحہ ۱۲ پر)

اپنے عقیدہ کے خلاف کچھ سننا گوارا نہیں کرتے اس لئے وہ ترقی نہیں کر سکتے۔ میں نے ایک اخبار میں لفافہ میں دی تھی کہ یسوع مسیح کی قبر سرینگر میں ملی ہے۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ مزید معلومات قادیان سے معلوم کریں۔ ان انگریزوں کو چاہئے تھا کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے خط و کتابت کرتے اور خود سرینگر میں جاکر تحقیقات کرتے لیکن انہوں نے مشرقی قوم کے لوگوں کا طریق اختیار کیا ہے۔

اس کے بعد میں نے کہا کہ غیر احمدی مسلمان بھی چاہتے ہیں کہ اسلام پھیلے۔ مگر وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایک خونی مہدی آئے گا۔ لوگوں کو کہے گا کہ مسلمان ہو جاؤ۔ مثلاً آپ کو کہے گا کہ کلمہ پڑھو۔ اگر آپ نے کلمہ نہ پڑھا تو تلوار سے آپ کی گردن اڑا دے گا۔

میں نے بتایا کہ احمدی بھی اشاعت اسلام کی تڑپ رکھتے ہیں مگر بانی سلسلہ احمدیہ کا یہ حکم ہے کہ کوئی خونی مہدی نہیں آئے گا کیونکہ تلوار کا خوف انسان کو منافق تو بنا سکتا ہے مومن نہیں بنا سکتا۔ آپؑ نے فرمایا ہے کہ میں مہدی ہوں میری جماعت کے سب لوگ اسلام کی تبلیغ کریں اور دلائل کے ساتھ اپنے مذہب کی صداقت ثابت کریں۔ اگر انگریز اول الذکر طریق کو پسند کرتے ہیں تو احمدیوں کو نکال دیں۔

اس کے بعد اس نے جواب بھیج دیا کہ احمدی تبلیغ کا کام فارغ وقت میں کرتا ہے۔ رات کے بارہ بجے تک اس نے پاس لیا ہوا ہے زیادہ دفتری کام دیانتداری سے کرتا ہے اس لئے اس کو نہ نکالا جائے۔

چنانچہ اس کا جواب کمانڈر انچیف صاحب کی طرف سے آیا کہ اس صورت میں احمدی کو اپنے عقیدہ کی تبلیغ کرنے کی اجازت ہے۔

میرے اشتہار کے جواب میں ایک مصری عطیہ یوسف نے اشتہار شائع کیا۔ کہ یہ لوگ انگریزوں کے ایجنٹ ہیں اور منافق ہیں۔ آنحضرت رسول پاک محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا مصریوں کو اس اشتہار کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیئے۔

اس کے جواب میں عاجز نے انجمن احمدیہ مصر کی طرف سے عربی زبان میں ایک رسالہ لکھا۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فوٹو بھی دیا۔ اور آپ کی کتب میں سے اقتباسات بھی دیئے۔ شرائط بیعت اور نئے احمدیوں کے لئے ہدایات وغیرہ بھی لکھیں۔ اور ۵۰۰ کی تعداد میں وہ کتاب شائع کی گئی۔

وہاں سے میں نے رخصت لی اور حج بیت اللہ شریف کے لئے روانہ ہو گیا۔ جدہ میں حضرت سیٹھ ابوبکر صاحب کے مکان پر گیا تو معلوم ہوا کہ حضرت حافظ احمد اللہ صاحبؓ مرحوم (جو شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے خسر تھے) حج بدل کرنے آئے ہوئے ہیں۔ میں اور حافظ صاحب اکٹھے روانہ ہوئے۔ جس اونٹ پر ہم دونوں سوار تھے۔ اس پر ایک بدوی نے بندوق سے گولی چلائی۔ مگر وہ ہمیں لگنے کی بجائے اونٹ کو لگی اور اونٹ مر گیا۔ ہم دونوں نے دوسرا اونٹ کرایہ پر لے لیا۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ پنجاب سے آئے ہوئے لوگوں نے جن کو وہ عربی رسالہ دیا گیا تھا انہوں نے گولی چلوائی تھی۔ کیونکہ انہوں نے ہمیں دھمکی دی تھی کہ تمہیں قتل کروا دیا جائے گا۔ حافظ صاحب پہلے بھی مکہ شریف میں رہ چکے تھے۔ ان کو ساتھ لے کر رسالے تقسیم کئے گئے۔ اور شریف مکہ کو بھی رسالہ دیا گیا۔

مصر میں شادی کی تجویز اور میرا انکار

حج سے واپسی پر میں ایک مصری دوست سے فرانسیسی زبان پڑھتا تھا۔ اس کے عوض میں ان کے بچوں کو انگریزی پڑھاتا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ آپ میری لڑکی سے شادی کر لیں میں نے کہا کہ میرا نکاح ہندوستان میں ہو چکا ہے۔ دوسرے یہ کہ میں ایک غریب آدمی ہوں۔ دو بیویوں کے اخراجات برداشت نہ کر سکوں گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو ایک مکان دیں گے اور کچھ جائداد بھی۔ آپ چھ ماہ مصر میں رہیں اور چھ ماہ ہندوستان میں۔ میں نے اپنے خسر صاحب کو شاہجہانپور میں اجازت کے لئے لکھا۔ مگر ان کا جواب نہ آیا اس لئے میں نے انکار کر دیا۔

انگریزوں کو جنگ میں کامیابی ہوئی۔ اور عنقریب فوجیں ہندوستان واپس جانے والی تھیں میں نے اس کی اطلاع سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو دی۔ حضور کا ارشاد پہنچا کہ آپ ہندوستان نہ آئیں اور استعفا دے دیں۔ ہم آپ سے مصر میں تبلیغ کا کام لیں گے میں نے استعفا دے دیا مگر شومئی اعمال کہ حکم یہ ہوا کہ استعفا منظور ہے مگر ہندوستان جاکر منظور ہو گا۔ جس سے مجھے بہت صدمہ ہوا۔

شاہِ مصر کو تبلیغی خط

میں نے فواد کامل شاہِ مصر کو ایک خط لکھا کہ میں عنقریب واپس جا رہا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں فریضۂ تبلیغ کما حقہٗ ادا نہیں کر سکا اب میں آپ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب بھیج رہا ہوں۔ اور یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ ان کتب کا مطالعہ فرمائیں۔ اور اس صداقت کو قبول فرمائیں اور اپنی رعایا کو بھی اس تعلیم سے آگاہ کریں۔ آپ کو تبلیغ کر کے میں خیال کرتا ہوں کہ میں کسی حد تک اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں گا۔

اس خط کی نقل انگریزی ریویو آف ریلیجنز بابت شروع ۱۹۱۹ء میں شائع ہو گئی تھی۔ جس کے ایڈیٹر حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ تھے۔

ہم ہندوستان روانہ ہوئے تو برگیڈیر صاحب نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کا نکاح ہوا تھا جب آپ لڑائی پر تھے۔ آپ نے کتنی رقم شادی کے لئے بچائی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ میں ساری تنخواہ تبلیغی اغراض پر خرچ کرتا رہا ہوں خدا تعالےٰ خود ہی اپنے فضل سے رخصتانہ کے سامان پیدا کرے گا۔ اس نے ہندوستان پہنچ کر میری خدمات کے عوض پانچ سو روپے انعام دیئے۔ تین چار ماہ کی رخصت ملی۔ اس طرح خدا تعالےٰ نے میرے رخصتانہ کے اخراجات کا سامان پیدا فرمایا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

میری بیوی کو معجزانہ صحت

جب میں مصر میں تھا تو میرے خسر صاحب نے مجھے لکھا تھا کہ ان کی لڑکی (میری بیوی) کو تپ محرقہ ہے۔ میں ان کی صحت کے لئے عاجزانہ دعائیں کرتا رہا۔ رخصتانہ کے بعد میری بیوی نے مجھے بتلایا کہ میں چھ ماہ تپ محرقہ سے بیمار رہی۔ ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا کہ اس کا بچنا محال ہے۔ اور اگر بچ بھی گئی تو اس کو اولاد بالکل نہیں ہو گی۔ اس نے کہا کہ ایک روز میری آخری حالت سمجھ کر مجھے سورۂ یٰسین سنا دی گئی۔ مجھے اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے شفا بخشی۔

چونکہ مصر میں عاجز تبلیغ اسلام کیا کرتا تھا اور بیوی کی صحت کے لئے دعا بھی کیا کرتا تھا اس لئے خدا تعالےٰ نے اس کو معجزانہ طور پر شفا عطا فرمائی تھی۔ میری بیوی نے جب مجھے بتایا کہ ڈاکٹروں کے ڈاکٹروں کے کہنے کے مطابق انہیں اولاد نہ ہو گی کہ تو میں نے انہیں تسلی دی کہ خدا تعالےٰ محض اپنے فضل سے اولاد عطا فرمائے گا۔ سو خدا کے فضل سے میری بیوی کو تین لڑکے اور ۹ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ الحمد للہ

جب رخصتانہ سے میں فارغ ہوا اور اپنی اہلیہ کے ساتھ قادیان دارالامان حاضر ہوا حضور کی خدمت میں ملاقات اور زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ تو حضور نے فرمایا کہ آپ ملازمت بھی کریں اور تبلیغ بھی۔ حضور کے اس ارشادِ گرامی کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کا سلوک مجھ سے کریمانہ ہی رہا۔

اس کے بعد اخبار الفضل میں ایک اشتہار تھا کہ وزیرستان میں فوجی افسروں کو اردو پڑھانے کے لئے منشیوں کی ضرورت ہے تنخواہ تین سو روپیہ ماہوار۔ کھانا و رہائش مفت۔ میں نے درخواست بھیج دی کہ میں انگریزوں کو مصر میں پڑھاتا رہا ہوں۔ (مصر میں فوجی افسروں کو میں اخبار الفضل پڑھایا کرتا تھا۔ وہ اردو کے امتحان میں خدا کے فضل سے کامیاب ہو جاتے تھے) درخواست میں میں نے اپنا پتہ شاہجہانپور کا دیا۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ میں نے معتکف بھی ہونا تھا۔ آخری عشرہ سے پہلے میرے خسر صاحب نے مجھے وزیرستان سے آیا ہوا ایک خط بھیجا جس میں لکھا تھا کہ آپ کو منشی کی ملازمت دی جاتی ہے۔ فوراً آجائیں میں نے لکھا کہ آپ میرے آنے کے لئے ریلوے پاس بھیج دیں۔ چند روز بعد خسر صاحب نے لکھا کہ پاس بھی آگیا ہے

میں اعتکاف سے فارغ ہوا اور عید کے بعد اپنی اہلیہ سمیت شاہجہانپور گیا۔ وہاں سے میں دریا خان گیا۔ اسٹیشن پر ایک صوبیدار صاحب "منشی احمدی صاحب۔ منشی احمدی صاحب" کی آواز دے رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو حکم ملا تھا کہ احمدی صاحب کو اتار کر ڈیرہ اسمٰعیل خان بھیج دو۔ ہم کئی روز سے یہ آواز لگا رہے ہیں۔ چنانچہ ہم منزل مقصود پر پہنچے۔

کرنل صاحب نے مجھ سے پہلا سوال یہ کیا کہ کیا آپ نے منشی کا امتحان پاس کیا ہوا ہے (ادیب کا امتحان مراد تھا) میں نے کہا نہیں کرنل صاحب نے کہا پھر آپ نے اپنی درخواست میں کیوں لکھا ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے تو یہ لکھا تھا کہ میں مصر میں انگریزوں کو پڑھاتا رہا ہوں۔ کرنل صاحب نے میری درخواست کو پھر پڑھا اور کہا کہ مجھ سے ہی غلطی ہو گئی ہے۔

کرنل صاحب نے مجھے ایک ڈرائیور کے ہمراہ برگیڈ میجر صاحب کے پاس بھجوا دیا۔ اس جیپ میں ایک میجر صاحب بھی تھے میں انہیں تبلیغ کرتا گیا۔ بہت دلچسپی لیتے رہے۔ جب ان کا برگیڈ آگیا تو انہوں نے اجازت چاہی اور دریافت کیا کہ آپ کہاں جائیں گے۔ میں نے بتایا کہ ایک لفافہ برگیڈ میجر کے نام ہے۔ وہ لفافہ میں نے دکھایا تو وہ فرمانے لگے یہ تو میرے ہی نام ہے۔ وہ مجھے اپنے ہمراہ لے گئے۔ ایک بڑا خیمہ دکھایا کہ یہ آپ کے لئے ہے۔ دو سپاہی ملازم کے طور پر دیئے۔

خط میں یہ لکھا تھا کہ احمدی صاحب کو بھیجا جاتا ہے ۱۰ روز بعد رپورٹ کریں کہ آیا ان کا کام تسلی بخش ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو ان کو واپس بلا لیا جائے گا اور دوسرا منشی بھیج دیا جائے گا۔ برگیڈ میجر صاحب نے پانچ انگریزوں کے نام مجھے دیئے۔ کہ ان سے مل کر روزانہ آدھ آدھ گھنٹہ کا وقت مقرر کر لیں۔

ان افسروں کو بھی اطلاع مل چکی تھی میں حیران تھا کہ انہیں کیا پڑھاؤں۔ کورس کا مجھے علم نہ تھا۔ میں ہر ایک افسر کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میں آج آپ کو پڑھانے نہیں آیا بلکہ آپ کی مشکلات معلوم کرنے آیا ہوں ہر ایک نے مجھ سے اپنی مشکلات بیان کیں۔ کسی نے کہا کہ اردو پڑھنا نہیں آتا۔ کسی نے کہا کہ اردو لکھنا نہیں آتا۔ میں نے گھر آکر ان کی مشکلات نوٹ کر لیں۔ دعا کر کے دوسرے روز پڑھانے گیا۔ تو میرا شاگرد کورس کی کتاب پڑھ کر سنانے لگا۔

دس روز کے بعد برگیڈ میجر صاحب نے میرے شاگردوں سے پوچھا کہ منشی احمدی کیسے ہیں تو انہوں نے کہا کہ بہت لائق ہیں پہلے منشی جو پڑھاتے تھے ان کے پاس کورس کی کتاب ہوتی تھی مگر ان کو سارا کورس زبانی یاد ہے! خدا تعالےٰ کے فضل و کرم نے میرے عیب کو میرے شاگردوں کی نظر میں ہنر کر دکھلایا۔ الحمد للہ۔ میجر صاحب نے کرنل صاحب کو تار دے دیا کہ منشی بہت لائق ہے۔ کسی اور منشی کی ضرورت نہیں

(باقی آئندہ)

پیشگوئی مُصلحِ موعودؑ کا پس منظر

بقیہ صفحہ نمبر ۸

اور دوسری طرف قادیان کے غیر مسلمین کے لئے نشان قرار پا گیا۔ قادیان کے غیر مسلموں نے اپنی آنکھوں سے یہ نشان دیکھا مگر افسوس کہ انہوں نے صداقت کا اعتراف نہ کیا بلکہ خاموشی اختیار کر لی۔ اور مکر اور فریب کہہ کر منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

اس عرصہ میں ایک افسوسناک امر یہ ہوا کہ مسلمان بھی مخالفینِ اسلام کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے بھی حضور کے خلاف حملے شروع کر دئے۔ اور آپؑ کی مخالفت میں حصہ لے کر مخالفینِ اسلام کے ہاتھوں کو مضبوط کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ جب حضرت اقدسؑ نے دیکھا کہ غیر مسلم تو الگ رہے خود مسلمان بھی آپ کے خلاف ہو گئے ہیں تو اس وقت آپؑ کے دل میں بڑا اضطراب اور سخت درد پیدا ہوا۔ اور آپؑ نے اللہ تعالےٰ کے حضور یہ دعائیں مانگنا شروع کیں کہ تو مجھے اپنی تائید سے ایسا موقعہ بہم پہنچا کہ میں ان تمام حملوں کو جو اسلام اور آنحضرت صلعم کی ذاتِ اقدس پر کئے جا رہے ہیں کامیابی سے دور کر سکوں اور ایسی تائیدات کے سامان مہیا فرما کہ جن سے میں رسول کریم صلعم کی سچائی اور اسلام کی صداقت کا کامل اور روشن تر ثبوت لوگوں کے سامنے پیش کر سکوں۔

چنانچہ اسی غور و فکر میں آپؑ نے خدائی منشاء کے ماتحت چالیس دن تک چلّہ کرنے کا فیصلہ فرمایا تاکہ کسی علیحدہ مقام پر خاص طور پر اللہ تعالےٰ کے حضور اسلام اور آنحضرت صلعم کی فتح و کامیابی کیلئے دعائیں کی جائیں۔ اس پر آپؑ کو الہاماً بتایا گیا کہ آپ اس مقصد کے لئے ہوشیارپور میں چلّہ کریں اور آپ کی عقدہ کشائی ہوشیارپور میں ہوگی۔

چنانچہ حضور ۲۲ر جنوری ۱۸۸۶ء کو جمعہ کے دن ہوشیارپور تشریف لے گئے اور شیخ مہر علی صاحب کے بالاخانہ میں قیام فرمایا اور چالیس دن آپ نے اللہ تعالےٰ کے حضور علیحدگی میں دعائیں کیں۔ اس دوران میں آپ پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہامات اور مکالمات کا وسیع سلسلہ جاری رہا جس میں آپؑ کو "مصلح موعود" کے زندہ نشان کی بھی خبر دی گئی جس سے قرآن کریم کی فضیلت۔ اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلعم کی سچائی پوری دنیا پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی۔ اور جس کی بناء پر حضورؑ نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو ہوشیارپور میں ہی ایک اشتہار تحریر فرمایا اور اسے شائع کر کے مختلف علاقوں میں بھجوا دیا۔

پس چلّہ کشی کے نتیجہ میں مصلح موعود کے متعلق جماعت کے شاندار مستقبل اور ترقی کے متعلق بھاری بشارتیں پانے کے بعد ۷ر مارچ ۱۸۸۶ء کو حضرت اقدسؑ واپس قادیان تشریف لے آئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت و سلسلہ احمدیہ)

وفاتِ مسیح ناصری علیہ السّلام

بقیہ از صفحہ نمبر ۶

اور اب یہ بات افغانستان کی اس تاریخ میں بھی تسلیم کی گئی ہے جو افغانستان سرکار کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ رہ گیا تھوما حواری کا ہندوستان آنا۔ تو اب اس بات کا خود کیتھولک فرقہ زور شور سے پروپیگنڈہ کر رہا ہے بلکہ یوکرسٹک کانگریس کے موقعہ پر جو "انڈین کیتھولک ریفرنس بک" شائع کی گئی ہے اس میں تو یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ جناب مسیح صرف کیرالہ اور مدراس ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے شمال مغرب کی طرف بھی آئے تھے اور یہی وہ بات ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام حقیقت پسندوں سے منوانا چاہتے ہیں۔ اور اب آثار و حقائق کا جس طرح انکشاف ہو رہا ہے کیا اس دور میں یہ ممکن ہے کہ آپؑ کی باتوں کی صحت سے انکار کیا جا سکے؟

خط و کتابت کرتے وقت چِٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں — مینیجر بدر

جماعت کے ہر فرد سے وعدہ لیا جائے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"اگر جماعت کے تمام افراد اپنے فرائض کو ادا کرتے تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ موجودہ تحریک جسے دفتر دوم کہتے ہیں پانچ چھ لاکھ تک نہ پہنچ جاتی لیکن بات یہ ہے کہ جماعت کے ہر فرد سے وعدہ نہیں لیا جاتا۔ اگر جماعت کے ہر مرد اور عورت جوان اور بوڑھے سے وعدے لے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ تحریک کے وعدے موجودہ وعدوں سے دگنے تگنے ہو جائیں۔ اور اگر ایسا ہو جائے تو ہم اپنے کام کو بہت کچھ وسیع کر سکتے ہیں۔"

جملہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں کے ہر فرد سے وعدے کروا ارسال کریں۔ تاکہ تبلیغی کاموں کے لئے رقم کی کمی کو دور کیا جا سکے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

مالی سال کی آخری سہ ماہی

اور

عہدیدارانِ جماعت کا فرض

موجودہ مالی سال کے ساڑھے نو ماہ گزر چکے ہیں اور مالی سال ختم ہونے میں ۲½ ماہ سے بھی کم عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ جملہ جماعتوں کے تشخیصی بجٹ، بقایا اور وصولی کے متعلق نظارت ہذا کی طرف سے سیکرٹریانِ مال کی خدمت میں بھجواتے ہوئے تحریک کی جا چکی ہے کہ وہ وصولی چندہ کی کمی کی طرف فوری توجہ کر کے اسے پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اور جن احبابِ جماعت کے ذمہ بقایا ہے۔ ان سے وصول کر کے مرکز میں بروقت ارسال کر دیں۔ چونکہ مالی سال ختم ہونے میں قلیل عرصہ رہ گیا ہے۔ اس لئے چندہ جات کی وصولی کے لئے غیر معمولی کوشش اور جدوجہد درکار ہے۔ کیونکہ ابھی تک بہت سی جماعتوں کا بجٹ لازمی چندہ جات پورا نہیں ہوا۔ دراصل جماعتوں میں اعلیٰ اخلاص اور قربانی کی رُوح پیدا کرنے میں مقامی عہدیداران کا بھی بہت دخل ہے۔ اگر عہدیدارانِ کرام خود اپنا نمونہ پیش کریں اور مؤثر رنگ میں دوستوں کو بار بار تحریک کرتے رہیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے چندہ جات کی پوزیشن کافی بہتر ہو سکتی ہے۔ پس جن عہدیداران نے سال کے دوران میں پوری کوشش نہیں فرمائی۔ ان کو اب اس کی تلافی کرنی چاہیئے۔ تاکہ کما حقہٗ ادائیگی فریضہ کر کے وہ عند اللہ ماجور اور اس کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔

بجٹ کو پورا کرنے کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ ذیل ارشادات احبابِ جماعت و عہدیدارانِ کرام کی آگاہی کے لئے اور یاد دہانی کے لئے تحریر ہیں:-

"میں ایسے چندہ کا قائل نہیں کہ وعدہ تو لکھوا دیا اور پھر خط و کتابت ہو رہی ہے۔ یاددہانی کروائی جا رہی ہے اخباروں میں اعلانات ہو رہے ہیں اور وعدہ کرنے والا پھر بھی خاموش بیٹھا ہے۔"

نیز فرمایا:-

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقایا ہے، میں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقایا جلد ادا کریں۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔"

نیز فرمایا:-

"جیسا کہ میں نے دوستوں سے کہا تھا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ جماعت اپنے زبانی وعدوں کے الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے اور جماعت کے تمام دوست تن من دھن سے اسلام کی تقویت کے لئے زور لگانا شروع کر دیں۔"

حضور کے مندرجہ بالا ارشادات سے واضح ہے کہ حضرت اقدس افرادِ جماعت کو "دین کو دنیا پر مقدم" رکھنے کی تاکید فرماتے ہوئے یہ توقع رکھتے ہیں کہ احبابِ جماعت باوجود اپنی ذاتی اور خانگی ضروریات اور مشکلات کے اپنے ذمہ لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کریں۔ اگر ہماری جماعت کے تمام دوست اس نکتہ کو صحیح طور پر سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوں تو یہ امر یقینی ہے کہ اللہ تعالےٰ ایسے احباب کی ذاتی اور خاندانی مشکلات کو بھی اپنے فضل سے خود دور فرما سکتا ہے۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ دوست مالی قربانی میں اپنا قدم اور آگے بڑھائیں۔

بالآخر عہدیدارانِ کرام اور مبلغین حضرات کی خدمت میں یہ درخواست ہے کہ وہ جماعت کے تمام افراد پر ان کی ذمہ داری واضح کرتے ہوئے سو فیصدی چندوں کی وصولی کے لئے پورا پورا تعاون فرمائیں۔

اللہ تعالےٰ تمام احبابِ جماعت کے ساتھ ہو۔ اور ہم سب کو خدمتِ دین کی نعمتِ عظمیٰ سے نوازے۔ آمین

ناظر بیت المال قادیان

درخواست ہائے دعا:- ۱۔ مکرم عبد المنان صاحب احمدی آف گندگواڑہ ضلع بلگام کی بچی وفات پا گئی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ بچی کے والدین کو صبرِ جمیل کی توفیق اور نعم البدل عطا فرمائے۔ خاکسار حکیم محمد الدین مبلغ شموگہ میسور

۲۔ مکرم قاضی حبیب اللہ صاحب جالندھر ملٹری ہسپتال میں زیر علاج ہیں احباب ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرماویں۔ قریشی سعید احمد درویش قادیان۔

۳۔ میرے خسر محترم بابو تاج الدین صاحب اور عزیز مکرم محمود احمد صاحب واہی اور خاکسار کی دینی دنیوی ترقیات کے لئے دعا فرمائی جائے۔ خاکسار حکیم محمد سعید مبلغ۔ قادیان

خبریں

نئی دہلی - ۱۵ فروری - امید ہے کہ برطانوی منسٹری شری نہرو کی وصیت اور آزادی کے موقعہ پر اور مہاتما گاندھی کی وفات پران کی تقاریر ہائر سیکنڈری سکولوں اور کالجوں کی درسی کتابوں میں شامل کی جا ئیں گی تعلیمی ریسرچ اور ٹریننگ کی قومی کونسل کے بعض ماہرین نے درسی کتابوں میں انہیں شامل کرنے کی حمایت کی ہے

اگرتلہ - ۱۵ فروری - ہندی کو سرکاری زبان بنانے کے خلاف بطور پروٹسٹ آج یہاں ہڑتال کی گئی - دوکانیں اور منڈیاں بند رہیں۔ اینٹی ہندی مظاہروں کے پیش نظر صوبائی سرکار نے سکول اور کالج ۲۰ فروری تک بند کر دئیے ہیں۔

حیدرآباد - ۱۵ فروری - نیلور سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ وہاں ہندی کے خلاف مظاہرہ کرنے والے ہجوم پر پولیس کو گولی چلانی پڑی جس سے ایک شخص ہلاک اور دو زخمی ہوئے - ہجوم نے نیلور ریلوے سٹیشن کو آگ لگا دی تھی - بیان کیا جاتا ہے کہ پانچ ہزار طلباء کے ہجوم نے اینٹی ہندی ایجی ٹیشن کے تحت چلائے گئے پروگرام کے مطابق ریلوے سٹیشن پر حملہ کیا۔

چنڈی گڑھ - ۱۵ فروری - اعلیٰ حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ سردار کیرول اور ان کے تین ساتھیوں کے قتل کی تفتیش کرنے والے پولیس حکام کو مجرموں کے متعلق کچھ قطعی اور اہم اشارات مل گئے ہیں - اور انہیں حتمی طور پر معلوم ہوا ہے کہ قاتل ابھی تک دہلی کے رقبہ میں ہی ہیں۔ چنانچہ بیشتر تفتیشی جمعیت دہلی میں جھونک دی گئی ہے۔

نئی دہلی - ۱۵ فروری - صدر کانگریس شری کامراج آج شام کو مدراس سے واپس نئی دہلی پہنچ گئے - آپ نے نامہ نگاروں کو بتایا کہ مدراس میں صورت حالات اب قابو میں ہے۔

واردھا - ۱۵ فروری - آنجہانی منسٹر شری سندر نے انکشاف کیا ہے کہ سرکاری زبان کے مسئلہ پر تمام صوبوں کے وزرائے اعلیٰ نے اچاریہ ونوبا بھاوے کا سہ نکاتی فارمولہ منظور کر لیا ہے جو یہ ہے :-

۱- زبان کے معاملہ میں تشدد سے کام نہ لیا جائے

۲- غیر ہندی علاقوں پر ہندی نہ ٹھونسی جائے

۳- ہندی بولنے والوں پر انگریزی نہ لادی جائے

نئی دہلی - ۱۵ فروری - سردار کیرول اور ان کے تین ساتھیوں کے قتل کی تفتیش کرنے والے اعلیٰ پولیس افسروں نے امید ظاہر کی ہے کہ قاتل دو تین دن میں پکڑے جائیں گے - پولیس کو اہم اشارے اور آثار ملے ہیں جن کی بدولت مجرموں کی جلد گرفتاری کی امید ہے - ایک اعلیٰ پولیس افسر نے یہ بھی کہا کہ مجرموں کی گرفتاری کسی بھی لمحہ متوقع ہے - شری آرڈی سنگھ ایس پی کرائم دہلی نے کہا کہ تفتیش اب آخری مرحلہ میں داخل ہو گئی ہے اور جلد ہی اخبارات کو بہت بڑی خبر ملنے والی ہے - آج مختلف صوبوں کے پولیس افسروں کی ایک اہم میٹنگ ہو رہی ہے جس کے نتائج نہایت سنسنی خیز ہوں گے۔

مدراس - ۱۵ فروری - مدراس میں امن کی بحالی کے لئے آج صوبہ کے مندروں میں خاص پوجا اور پرارتھنا ہوئی - اور ایشور سے بحالیٔ امن کے لئے دعا کی گئی۔

بمبئی - ۱۵ فروری - سوتنتر پارٹی کے لیڈر شری راجگوپال اچاریہ نے کل یہاں ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ خود ہر کوئیس کی طرح لسانی مسئلہ پر لڑیں گے - انہوں نے کہا یہ مسئلہ میرے ذہن پر چھایا ہوا ہے۔

مدراس ۱۵ فروری - وزیر اعلیٰ شری بھگت وتسلم نے بتایا ہے کہ ۱۳ فروری کو ترو تھنی میں جو صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر رادھا کرشنن کا آبائی قصبہ ہے ایک فسادی ہجوم نے لائبریری پر حملہ کیا - آپ نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ جس گھر میں ڈاکٹر رادھا کرشنن نے جنم لیا تھا وہاں جو قیمتی کتابیں تھیں وہ تباہ کر دی گئیں۔

جے پور - ۱۵ فروری - سابق ڈیفنس منسٹر شری کرشنا مینن اور شری کے ڈی مالویہ سابق وزیر تیل و کانکنی نے یہاں ایک میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ روپیہ کی مارکیٹ پر کنٹرول کیا جائے تاکہ ضروری اشیاء کے نرخوں میں اضافہ کی روک تھام کی جا سکے۔

ناگپور - ۱۵ فروری - ہوم منسٹر شری گلزاری لال نندہ نے وردھا آشرم کے قریب اخباری نمایندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ہندی کی پوزیشن کے متعلق گورنمنٹ کی پالیسی کے بارے میں کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہونی چاہیئے - ہندی غیر ہندی بھاشی صوبوں پر ٹھونسی نہیں جا سکتی

جناب دیوان چند صاحب شرما ممبر پارلیمنٹ کی خدمت میں خط

اور

موصوف کی طرف سے اسکا جواب

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کی طرف سے جناب دیوان چند صاحب شرما ممبر پارلیمنٹ مقیم نئی دہلی کی خدمت میں نئے سال کی مبارکباد اور نیک تمناؤں کی چٹھی بھجوائی گئی تھی - اس کے جواب میں جناب شرما صاحب کی طرف سے مندرجہ ذیل خط موصول ہوا ہے :-

"۱۹ - ونڈسر پیلس - نئی دہلی

۳۰ جنوری ۱۹۶۵ء

میرے پیارے مرزا صاحب

میں آپ کے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے بھجوائے گئے سال نو پر مبارکباد کے پیغام پر شکریہ ادا کرتا ہوں - میری طرف سے بھی انہی جذبات کے ساتھ مبارکباد قبول فرماویں میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ سال ۱۹۶۵ء صرف ہمارے لئے ہی نہیں بلکہ ہمارے ملک کے لئے بھی خوشحالی اور ترقیات کا سال ہو

دستخط ڈی - سی شرما

بخدمت مرزا وسیم احمد صاحب

انجمن احمدیہ قادیان

آریہ سماج تباہی اور بربادی کی طرف بڑھ رہا ہے

(بقیہ صفحہ ۹) کیا انہوں نے آریہ سماج اسی لئے قائم کیا تھا کہ اسکا لیکن اب حالات ایسے پیدا کئے جا رہے ہیں کہ وہ بھی خاموش ہو جائیں - لوگوں کو اب ان سماجوں کے جلسوں میں دلچسپی ختم ہوتی جا رہی ہے - جتنا دھان لوگ پہلے آریہ سماج کیلئے دیا کرتے تھے اب نہیں دیتے - دیں بھی کیوں جبکہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ آریہ سماج کی کیا حالت ہو رہی ہے ؟ جبکہ اس کے ادھیکاری اس کی جائداد کو خود ہی بانٹنے کو تیار ہو جائیں تو لوگوں میں ان کیلئے شردھا کیسے پیدا ہو سکتا ہے ؟ آریہ سماج کی کچھ پرانی روایات ہیں آج انہیں بھی مٹی میں ملایا جا رہا ہے - خبر شائع ہوئی ہے کہ لدھیانہ میں دیانند کالج کے لئے چندہ جمع کرنے کیلئے بمبئی سے ایکٹر منگوائے جا رہے ہیں - آج رشی دیانند کی آتما ان تمام واقعات کو دیکھ کر تڑپ رہی ہوگی اور سوچ رہی ہوگی کہ آخر میں یہ حشر ہو جو اب ہو رہا ہے - آریہ سماج ایک نہایت ہی شاندار سنستھا رہی ہے لیکن جو حشر آج اسکا ہو رہا ہے اسے دیکھ کر دل بیٹھ جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دن دور نہیں جب اس کا کہیں نام و نشان تک نظر نہ آئیگا - خانہ جنگی بڑی سے بڑی سنستھا کو بھی لے ڈوبتی ہے اور جب اسے ہوا دینے والے وہی لوگ ہوں جن کے ذمہ اسکی پرورش ہو تو وہ تباہی سے کیسے بچ سکتی ہے کاش کہ پنجاب کے آریہ سماجی آج بھی آنکھیں کھولیں اور دیکھیں کہ لیکھرام اور شردھانند کی آریہ سماج کا کیا انجام ہو رہا ہے۔ ! اگر آریہ پتر اپنے فرض کو سمجھتی ہوتی ...... اب بھی وہ اپنے بنیادی اصول کو... (ملاپ ۲۵ جنوری ۱۹۶۵ء) [partly illegible]

درخواست دعا :- ہمشیرہ اہلیہ صاحبہ نے پی - یو - سی کا امتحان دیا ہوا ہے اعلیٰ کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے

خاکسار ایم عبد السلام مبلغ مرکرا - میسور

ولادت

مکرم بشیر احمد صاحب حافظ آبادی درویش کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲/۵ کو بروز جمعرات تیسری بچی عطا فرمائی ہے - نومولودہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمائی جائے - (ادارہ)